Postal Reg. No. L/P/ GDP-1, DEC 2012

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 61

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

ہفت روزہ
بدر قادیان
The Weekly
BADR Qadian

www.akhbarbadrqadian.in

شمارہ 50

شرح چندہ
سالانہ 500 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
45 پاؤنڈ یا 70 ڈالر
امریکن
70 کینیڈین ڈالر
یا 50 یورو

28 محرم 1434 ہجری قمری 13 فتح 1391 ہش 13 دسمبر 2012ء

اخبار احمدیہ

قادیان دارالامان: سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر وعافیت ہیں۔ الحمدللہ۔ احباب کرام حضور انور کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ وناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے۔ آمین۔

اللھم اید امامنا بروح القدس وبارك لنا فی عمرہ وامرہ۔

اللہ تعالیٰ کے سوا ہمارا کوئی بھی نہیں اور وہی ہمیں بس ہے

ہمارے مخالف طبعاً یقین کرتے ہیں کہ ان کے غلط عقائد کا استیصال ہمارے ہی ہاتھ سے ہوگا۔ اس لئے وہ فطرتاً ہماری مخالفت کرتے ہیں اور ہم کو دکھ دینے میں کوئی کمی نہیں کرتے مگر ان کے یہ دکھ اور ایذائیں ہمیں اپنے کام سے نہیں روک سکتی ہیں۔

یادرکھو خدا تعالیٰ کا ساتھ بڑی چیز ہے۔ اس نے یہ کبھی نہیں کیا کہ جو اس کے ہو کر رہتے ہیں ان کو بھی تباہ کر دیا ہو۔ اس کے امتحان میں استقلال اور ہمت سے کام لینا چاہئے

مومن کو چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے قضاوقدر کے ساتھ شکوہ نہ کرے اور رضا بالقضا پر عمل کرنا سیکھے اور جو ایسا کرتا ہے میرے نزدیک وہی صدیقوں، شہیدوں اور صالحوں میں سے ہے

۞ ... ’’خدا تعالیٰ فرماتا ہے: اَحَسِبَ النَّاسُ اَنۡ یُّتۡرَکُوۡۤا اَنۡ یَّقُوۡلُوۡۤا اٰمَنَّا وَھُمۡ لَا یُفۡتَنُوۡنَ (العنکبوت:3) کیا یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ صرف اتنا کہہ دینے سے ہی کہ ہم ایمان لائے چھوٹے جائیں گے اور ان کا امتحان نہ لیا جاوے گا۔ امتحان کا ہونا تو ضروری ہے اور امتحان بڑی چیز ہے۔ سب پیغمبروں نے امتحان سے ہی درجے پائے ہیں۔ یہ زندگی دنیا کی بھروسہ والی زندگی نہیں ہے۔ کچھ ہی کیوں نہ ہو آخر چھوڑنی پڑتی ہے۔ مصائب کا آنا ضروری ہے۔ دیکھو ایوبؑ کی کہانی میں لکھا ہے کہ طرح طرح کی تکالیف اسے پہنچیں اور بڑے بڑے مصائب نازل ہوئے اور اس نے صبر کئے رکھا۔ ہمیں یہ بہت خیال رہتا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو ہماری جماعت صرف خشک استخواں کی طرح ہو۔ اس بات کو اچھی طرح سے سمجھ لینا چاہئے کہ خدا تعالیٰ نے دو طرح کی تقسیم کی ہوئی ہے۔ کبھی تو وہ اپنی منوانا چاہتا ہے اور کبھی انسان کی مان لیتا ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ ہمیشہ انسان کی مرضی کے مطابق ہی کام ہوا کریں۔ اگر ایسا سمجھا جائے کہ خدا تعالیٰ کی مرضی ہمیشہ انسان کے ارادوں کے موافق ہو تو پھر امتحان کوئی نہ رہا۔ کون چاہتا ہے کہ آرام عیش وعشرت اور ہر طرح کے سُکھ سے دُکھ میں مبتلا ہووں۔ جس کے تین چار بیٹے ہوں وہ کب چاہتا ہے کہ یہ مر جائیں اور کون چاہتا ہے کہ میری تمام خوشیاں دُکھوں اور مصیبتوں سے تبدیل ہو جاویں۔ غرض خدا تعالیٰ نے امتحان کو انسان کی ترقی کے لئے اور یا اُس کی بدگوہری ظاہر کرنے کے لئے مقرر کیا ہے۔ بہت لوگ امتحان کے وقت طرح طرح کی باتیں بنانے لگ جاتے ہیں اور طرح طرح کے باطل توہّمات اور وساوس انہیں اُٹھا کرتے ہیں۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ فِیۡ قُلُوۡبِھِمۡ مَّرَضٌ فَزَادَھُمُ اللّٰہُ مَرَضًا وَلَھُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌۢ بِمَا کَانُوۡا یَکۡذِبُوۡنَ (البقرۃ:11) یادرکھو خدا تعالیٰ کا ساتھ بڑی چیز ہے۔ اگر فرض بھی کرلیں کہ نہ کوئی بیٹا رہے نہ کوئی مال و دولت رہے پھر بھی خدا بڑی دولت ہے۔ اس نے یہ کبھی نہیں کیا کہ جو اس کے ہو کر رہتے ہیں ان کو بھی تباہ کر دیا ہو۔ اس کے امتحان میں استقلال اور ہمت سے کام لینا چاہئے۔ یادرکھو کہ امتحان ہی وہ چیز ہے جس سے انسان بڑے بڑے مدارج حاصل کر سکتا ہے۔ نری نمازیں اور دُنیا کے لئے ٹکریں کچھ چیز نہیں۔ مومن کو چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے قضاوقدر کے ساتھ شکوہ نہ کرے اور رضا بالقضا پر عمل کرنا سیکھے اور جو ایسا کرتا ہے میرے نزدیک وہی صدیقوں شہیدوں اور صالحوں میں سے ہے۔ جان سے بڑھ کر اور تو کوئی چیز نہیں اس کو خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہئے۔ اور یہی وہ بات ہے جو ہم چاہتے ہیں‘‘۔ (ملفوظات جلد پنجم جدید ایڈیشن صفحہ 289-288)

۞ ... ’’یہ ہمارے مخالف فطرتاً جانتے ہیں کہ ہمارے غلط عقائد کا استیصال اس فرقہ کے ذریعہ ہوگا اور اس لئے وہ فطرتاً ہمارے دشمن ہیں۔ اور فی الحقیقت یہ سچی بات ہے کہ جو آسمان سے نازل ہوتا ہے اس کا اثر سب پر پڑتا ہے۔ سیاہ دل اور کافر بھی اس اثر کو محسوس کرتے ہیں اور ایسا ہی نیک طینت اور سعید الفطرت بھی اس اثر سے متاثر ہوتے ہیں۔ چونکہ اس کی غرض ہر بدی کی اصلاح ہوتی ہے اس لئے ان بدیوں کے حامی اس کی مخالفت کو ضرور اُٹھتے ہیں۔ پھر ہم مخالفت سے کیونکر بچ سکتے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب پیدا ہوئے اور آپؐ نے دعوت کی تو جس قدر مخالفت آپؐ کی کی گئی اور جس قدر دکھ آپؐ کو دیئے گئے کسی جھوٹے پیغمبر کو نہیں دیئے گئے۔ خود آپؐ ہی کے زمانہ میں جھوٹے پیغمبر بھی اُٹھے۔ مگر کوئی بتا سکتا ہے کہ مسیلمہ کذّاب اور اسود عنسی کو بھی اس قسم کے دُکھ دیئے گئے اور ان کی بھی ویسی ہی مخالفت کی گئی؟ مَیں سچ کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ دکھ دیا گیا کہ ہم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ چہ جائیکہ بیان کریں اور نہ الفاظ مل سکتے ہیں کہ ان کی تفصیل پیش کریں۔ اور آپؐ کے بالمقابل جھوٹے نبیوں کو کوئی دکھ نہیں دیا گیا۔ اس کی کیا وجہ تھی؟ یہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت فطرتاً دلوں پر اثر پڑ گیا تھا کہ یہی شخص ہے جو اس کفر اور بدعت کو جو اس وقت پھیل رہی ہے دور کر دے گا اور آخر وہ ہو کر رہا۔ اسی طرح آج ہماری مخالفت کی جاتی ہے۔

یہ ہمارے مخالف طبعاً یقین کرتے ہیں کہ ان کے غلط عقائد کا استیصال ہمارے ہی ہاتھ سے ہوگا۔ اس لئے وہ فطرتاً ہماری مخالفت کرتے ہیں اور ہم کو دکھ دینے میں کوئی کمی نہیں کرتے مگر ان کے یہ دکھ اور ایذائیں ہمیں اپنے کام سے نہیں روک سکتی ہیں۔ یہ سچ ہے کہ آج کل ہم بہت ہی غریب ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا ہمارا کوئی بھی نہیں۔ اور وہی ہمیں بس ہے۔ ہمیشہ ہمارے خلاف یہ کوشش کی جاتی ہے کہ جب اور جس طرح کسی کا بس چلے اس تھوڑی سی قوم کو نابود کر دیا جاوے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ ہی کا فضل ہے کہ وہ ہماری حفاظت کرتا ہے، ورنہ مخالفت کی تو یہ حالت ہے کہ اگر کوئی بیرونی مخالف مقدمہ کرے تو اندرونی مخالف اس سے سازش کرتے ہیں اور اس کو ہر قسم کی مدد دیتے ہیں۔ اور اگر کوئی اندرونی مخالف حملہ کرے تو بیرونی دشمن اس سے آملتے ہیں اور پھر سب ایک ہو کر مخالفت میں اٹھتے ہیں۔ ان ساری مخالفتوں، عداوتوں کو مَیں دیکھتا ہوں اور برداشت کرتا ہوں اور مجھے یہ سب بے حقیقت نظر آتی ہیں جب خدا تعالیٰ کے وعدوں پر نظر کرتا ہوں.......... اگرچہ ہم مطمئن ہیں کہ یہ وعدے پورے ہوں گے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے وعدے سچے ہیں وہ پورے ہو کر رہتے ہیں۔ کوئی انسان ان کو روک نہیں سکتا۔ تاہم دنیا جائے اسباب ہے اس لئے اسباب سے کام لینا چاہئے۔ دنیا میں لوگ حصولِ مقاصد کے لئے سعی کرتے ہیں اور اپنے اپنے رنگ میں ہر شخص کوشش کرتا ہے۔ دیکھو ایک کسان کی خواہ کیسی ہی عمدہ زمین ہو، آبپاشی کے لئے کنواں بھی ہو لیکن پھر بھی وہ تردّد کرتا ہے۔ زمین کو جوتتا ہے، قلبہ رانی کرکے اس میں بیج ڈالتا ہے۔ پھر اس کی آبپاشی کرتا ہے حفاظت اور نگہبانی کرتا ہے اور بہت کوشش اور محنت کے بعد وہ اپنا ماحصل حاصل کرتا ہے۔ اسی طرح پر ہر قسم کے معاملات میں دنیا کے ہوں یا دین کے محنت، مجاہدہ اور سعی کی حاجت اور ضرورت ہے‘‘ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 589 تا 591)

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

جلسہ سالانہ اور ہماری ذمہ داریاں

قسط: دوم (آخری)

گزشتہ قسط میں جلسہ سالانہ کے تعلق سے بعض ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی گئی تھی مزید پیش خدمت ہیں

❁ مہمانوں سے عزت و احترام سے پیش آئیں۔ مہمانوں کی خدمت اپنا شعار بنائیں۔ محبت، خلوص و قربانی کے جذبہ سے ان کی خدمت کریں۔

❁ بڑوں سے ادب سے پیش آئیں اور چھوٹوں کا خیال رکھیں۔

❁ مرد غض بصر سے کام لیں اور عورتیں پردہ کا خیال رکھیں۔ پردہ ہر احمدی عورت کی پہچان اور شان ہے اس لئے تمام بہنیں اور بچیاں دورانِ جلسہ پردے کو اس کی اصل اسلامی روح کے ساتھ قائم کریں اور اپنے لباس کی طرف بھی خاص توجہ دیں کہ اس میں کسی قسم کی بے پردگی کا شائبہ نہ ہو بلکہ حیا اور شرم کا پہلو غالب رہے۔

❁ جلسہ کے دوران نماز باجماعت اور نماز تہجد کا التزام کیا جاتا ہے۔ اس میں خود بھی شامل ہوں اور اپنے تمام افراد خاندان کو بھی شامل کریں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نمازوں کی بروقت ادائیگی کے متعلق فرماتے ہیں

’’نمازوں کے اوقات میں جیسا کہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے پوری توجہ نمازوں کی طرف رکھو۔ تمہارے کام یا تمہارے دوسرے عذر تمہیں نمازیں پڑھنے سے نہ روکیں۔ کام کی خاطر نماز کو نہ چھوڑو بلکہ نماز کی خاطر کام کو چھوڑ دو، ورنہ یہ بھی ایک مخفی شرک ہے۔‘‘ (خطبہ جمعہ فرمودہ 29 اپریل 2005ء)

❁ دوران نماز صفیں سیدھی اور درست رکھیں اور کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہوں۔ چادروں کو ہمیشہ صاف رکھیں کیونکہ یہ نماز پڑھنے کی جگہ ہے۔

❁ ۔جلسہ گاہ میں اپنے دوستوں کے ساتھ ٹولیوں کی صورت میں بیٹھنے کی بجائے صفوں میں وقار کے ساتھ بیٹھیں اور غیر ضروری باتوں سے گریز کریں، جلسہ گاہ سے باہر جانے اور گھومنے پھرنے سے بھی احتیاط کریں۔

❁ ۔کھانے کے وقت اور واش روم جاتے وقت قطاریں بنائیں، بزرگوں کو ترجیح دیں اور صبر اور وقار کا مظاہرہ کریں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا کہ:

’’زبان کی نرمی بہت ضروری ہے...... پیار اور محبت سے ایک دوسرے سے ان دنوں میں پیش آئیں بلکہ ہمیشہ پیش آئیں، اور خاص طور پر دعاؤں میں یہ دن گزاریں۔‘‘

نیز فرمایا:

’’فضول گفتگو سے اجتناب کریں، آپس کی گفتگو میں دھیما پن اور وقار قائم رکھیں۔ سخت اور تلخ گفتگو سے پرہیز کرنا چاہیئے۔‘‘ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۰ جولائی ۲۰۰۴)

انتظامی امور:

❁ ۔وقت کی پابندی کا خیال رکھیں۔

❁ ۔جلسہ سالانہ کے موقع پر نعروں کا جواب موقع ومناسبت سے گرمجوشی سے دیں۔

❁ ۔شناختی کارڈ کے بغیر جلسہ گاہ میں داخلہ ممنوع ہوگا۔ اس لئے اپنے شناختی کارڈ اپنے ساتھ ضرور لائیں اور ہر وقت شناختی کارڈ کو لگا کر رکھیں۔

❁ ۔اپنے بچوں کی خاص حفاظت کریں اور ان کے گلے میں ضروری معلومات مثلاً بچے کا نام، ولدیت اور فون نمبر لکھ کر لٹکائیں اور جلسہ گاہ میں انہیں اپنے ساتھ بٹھائیں۔

❁ ۔بچوں کے رونے سے شور پڑتا ہے اس کیلئے ہدایت ہے کہ والدین جو بچوں والے ہیں وہ پیچھے بیٹھیں اور اگر بچے شور ڈالیں تو ان کو لے کر باہر چلے جائیں۔

❁ ۔لڑائی جھگڑوں سے پرہیز کریں۔ فضول بحثوں میں نہ الجھا کریں۔ کارکنوں سے بھرپور تعاون کریں۔

❁ ۔اپنی قیمتی اشیاء پر نظر رکھیں۔

❁ ۔ٹریفک کے قوانین کا احترام کریں۔ رضا کار جہاں آپ کو کار پارکنگ کرنے کیلئے کہیں وہیں پر کار پارک کریں۔

❁ ۔براہ کرم احتیاط اور پوری توجہ کے ساتھ کار ڈرائیو کریں۔ جلد بازی کرنے کی ضرورت نہیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا:

’’حفاظتی طور پر بھی خاص نگرانی کا خیال رکھنا چاہیئے اپنے ماحول پر گہری نظر رکھیں، یہ ہر ایک کا فرض ہے۔‘‘ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۰ جولائی ۲۰۰۴ء)

اس لئے کوئی مشتبہ چیز یا امر دیکھیں تو ڈیوٹی پر موجود افراد کو اطلاع دیں۔

❁ ۔کارکنان کی جانب سے ملنے والی ہدایات پر عمل کریں، ان کے ساتھ ہر ممکن تعاون کریں کیونکہ اطاعت میں ہی ہر سعادت اور برکت مضمر ہے۔

❁ ۔جلسہ کے موقع پر تقاریر اور نمازوں کے دوران تمام بازار اور سٹالز بند رہیں گے، لہٰذا توجہ اور انہماک سے جلسہ کی کاروائی سے فائدہ اٹھائیں۔

❁ ۔جلسہ کی کاروائی کے دوران اپنے موبائل بند رکھیں۔

صفائی:

اپنے گردونواح میں صفائی کا خیال رکھیں۔ خاص طور پر جلسہ گاہ میں ہر جگہ صفائی کا خاص خیال رکھیں۔ اپنے ساتھ لفافے یا بیگ رکھیں تا کہ استعمال شدہ اشیاء ان میں رکھ سکیں۔ کوڑا کرکٹ قریبی موجود ڈسٹ بن میں ڈالیں اور اپنے بیٹھنے کی جگہ کو صاف رکھیں۔

❁ ۔واش رومز کی صفائی کا بھی خیال رکھیں، بے جا پانی اور ٹشوز گرانے سے گریز کریں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ:

’’یہ نہیں ہے کہ کارکن آئے گا تب ہی صفائی ہوگی .... چھوٹی موٹی صفائی کی اگر ضرورت ہو تو کر لینی چاہیئے کیونکہ صفائی کے بارے میں آتا ہے کہ یہ نصف ایمان ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۰ جولائی ۲۰۰۴)

ضیافت:

کھانا کھانے کیلئے قطاروں میں صبر اور تحمل سے اپنی باری کا انتظار کریں اور ضرورت کے مطابق کھانا لیں تا کہ کھانا ضائع نہ ہو۔ کھانا خاموشی سے کھائیں اور کھانے کے تمام آداب کو ملحوظ رکھیں اور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لنگر کے تقدس کا خیال رکھیں اور اس کی برکت سے فائدہ اُٹھائیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

’’بعض دفعہ جہاں کھانا کھایا جاتا ہے وہاں لوگ اپنی پلیٹیں چھوڑ جاتے ہیں یا انہوں نے جو کھانے کے ڈبے بنائے ہوتے ہیں وہ چھوڑ جاتے ہیں تو ان کو اٹھا کر جہاں ڈسٹ بن بنائے گئے ہیں وہاں پھینکیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۰ جولائی ۲۰۰۴)

ان تمام باتوں کے حصول کیلئے چند اہم گزارشات درج ذیل ہیں۔

اتنے بڑے اور اہم روحانی جلسہ کیلئے ہم اکٹھے ہو رہے ہیں تو پہلے سے یہ سوچ کر آئیں کہ ہم نے ہر صورت میں اس جلسہ سے زیادہ سے زیادہ روحانی فوائد حاصل کرنے ہیں۔ جلسہ سالانہ کے پروگرام کے دوران خود بھی اور اپنے بچوں کو بھی جلسہ گاہ میں بیٹھنے اور غور سے تقاریر سننے کی تلقین کریں۔ جلسہ سالانہ کے رضا کاروں کے ساتھ بھرپور تعاون کریں اور بحث سے اجتناب کریں۔ چونکہ اس جلسہ میں بہت سے غیر از جماعت مہمانوں کی آمد بھی متوقع ہے اس لئے خصوصاً اطاعت کا شاندار نمونہ دکھائیں۔

جماعت احمدیہ کا ہر رکن بنیادی طور پر اس جلسہ کا میزبان ہے۔ اس لئے تمام آنے والے مہمانوں کا خیال رکھیں اور زیادہ سے زیادہ لوگوں کو آرام پہنچانے کی کوشش کریں۔

جلسہ سالانہ کی ہر لحاظ سے کامیابی کیلئے دُعائیں کرتے رہیں نیز یہ دعا بھی کریں کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو دُعائیں جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والوں کیلئے کی ہیں ہم سب ان سے مستفیض ہوں اور اخلاقِ حسنہ سے اعلیٰ مثال قائم کرنے والے ہوں۔ آمین۔

(شیخ مجاہد احمد شاستری)

جلسہ سالانہ کے موقع پر دُعاؤں کی تحریک

جماعت احمدیہ انگلستان کے جلسہ سالانہ کے افتتاحی خطاب کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۲۵ جولائی ۲۰۰۳ کو بمقام اسلام آباد ٹلفوڈ میں خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا:

’’آخر پر پھر میں ایک اور دُعا کی طرف بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں کیونکہ دُعاؤں سے ہی ہمارے سب کام سنورتے ہیں اور دعاؤں سے ہی ہر قسم کے فیوض و برکات نصیب ہوتے ہیں۔ جلسہ کے ان ایام میں کثرت سے دُعائیں کریں جیسا کہ کل بھی میں نے کہا تھا کہ چلتے پھرتے، اُٹھتے بیٹھتے ذکر الٰہی کرتے رہیں۔ درود شریف کا التزام کریں اور کثرت سے استغفار کریں۔ اللہ آپ کے ساتھ ہو۔ جلسہ کی تمام علمی اور روحانی برکتوں سے فیضیاب فرمائے۔‘‘ (ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن ۱۹ ستمبر ۲۰۰۳)

خطبہ جمعہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق عالیہ اور عظمت شان کے بارہ میں بعض غیر مسلموں کے اعترافات کا تذکرہ۔

اللہ کرے کہ دنیا اس عظیم ترین انسان کے مقام کو سمجھتے ہوئے بجائے لاتعلق رہنے یا مخالفت اور استہزاء کرنے کے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن میں پناہ لینے کی کوشش کرے تا کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ سکے۔ دنیا کے نجات دہندہ صرف اور صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ہر حقیقت پسند منصف اور سچے غیر مسلم کا بھی یہی بیان ہوگا۔

پہلے انبیاء کی سچائی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے ہی ثابت ہوتی ہے اور آپ ؐ کے ذریعہ سے ہی ثابت ہوتی ہے۔ یہ ہے مقام ختم نبوت جس کا ہر احمدی نے دنیا میں پرچار کرنا ہے اور اس کے لئے ہر ایک کو کوشش کرنی چاہئے۔

مسلم اُمّہ کے لئے آج کل بہت دعائیں کریں۔ مسلمان سربراہوں کو اللہ تعالیٰ عقل دے کہ وہ اپنے شہریوں کے خون سے نہ کھیلیں۔ شہریوں کو عقل دے کہ غلط لیڈروں کا آلۂ کار بن کر ایک دوسرے کی گردنیں نہ ماریں۔ مسلمان حکومتوں کو عقل دے کہ وہ غیروں کا آلۂ کار بن کر ایک دوسرے پر حملہ نہ کریں۔

مکرم خواجہ ظہور احمد صاحب ابن مکرم خواجہ منظور احمد صاحب آف سرگودھا کی شہادت۔ مکرمہ صاحبزادی امتہ السمیع صاحبہ بیگم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب اور مکرم چوہدری خالد احمد صاحب ابن مکرم چوہدری محمد شریف صاحب کی وفات۔ مرحومین کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ بتاریخ 5/اکتوبر 2012ء بمطابق 5/اخاء 1391 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ مورڈن۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل مورخہ 26/اکتوبر 2012 کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ـ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ـ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ـ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ـ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ـ

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ـ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ـ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات پیش آمدہ'' (یعنی جو واقعات و حالات آپ کو پیش آئے) ''کی اگر معرفت ہو اور اس بات پر پوری اطلاع ہو کہ اُس وقت دنیا کی کیا حالت تھی اور آپ ؐ نے آ کر کیا کیا؟ تو انسان وجد میں آ کر اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ کہہ اُٹھتا ہے''۔ فرمایا ''مَیں سچ سچ کہتا ہوں، یہ خیالی اور فرضی بات نہیں ہے۔ قرآنِ شریف اور دنیا کی تاریخ اس امر کی پوری شہادت دیتی ہے کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کیا کیا۔ ورنہ کیا بات تھی جو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے مخصوصاً فرمایا گیا اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ـ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (الاحزاب: 57)''۔ یعنی اللہ تعالیٰ اور اُس کے تمام فرشتے رسول پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی درود و سلام بھیجو نبی پر۔ فرمایا ''کسی دوسرے نبی کے لئے یہ صدا نہیں آئی۔ پوری کامیابی پوری تعریف کے ساتھ یہی ایک انسان دنیا میں آیا جو محمد کہلایا صلی اللہ علیہ وسلم''۔ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 421، ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

فرمایا: ''اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اعمال ایسے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کی تعریف یا اوصاف کی تحدید کرنے کے لئے'' (یعنی حد لگانے کے لئے) ''کوئی لفظ خاص نہ فرمایا۔ لفظ تو مل سکتے تھے لیکن خود استعمال نہ کئے۔ یعنی آپ ؐ کے اعمال صالحہ کی تعریف تحدید سے بیرون تھی''۔ (ہر قسم کی حدوں سے بالا تھی۔) ''اس قسم کی آیت کسی اور نبی کی شان میں استعمال نہ کی۔ آپ ؐ کی روح میں وہ صدق و وفا تھا اور آپ ؐ کے اعمال خدا کی نگاہ میں اس قدر پسندیدہ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے یہ حکم دیا کہ آئندہ لوگ شکر گزاری کے طور پر درود بھیجیں''۔ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 24، ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس یہ مومن کا کام ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیم کو جب پڑھے، آپ کے اُسوۂ حسنہ کو جب دیکھے تو جہاں اس پر عمل کرنے اور اسے اپنانے کی کوشش کرے، وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجے کہ اس محسنِ اعظم نے ہم پر کتنا عظیم احسان کیا ہے کہ زندگی کے ہر پہلو کو خدا تعالیٰ کی تعلیم کے مطابق عمل کر کے دکھا کر اور ہمیں اس کے مطابق عمل کرنے کا کہہ کر خدا تعالیٰ سے ملنے کے راستوں کی طرف ہماری رہنمائی کر دی۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے معیار حاصل کرنے کے راستے دکھا دیئے۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کا حق ادا کرنے کی ذمہ داری کا احساس مومنین میں پیدا کیا جس سے ایک مومن خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کر سکتا ہے۔ یہ سب باتیں تقاضا کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجتے ہوئے ہم دنیا کو بھی اس تعلیم اور آپ کے اُسوہ سے آگاہ کریں۔ آپ کے حسن و احسان سے دنیا کو آگاہ کریں۔

جب بھی غیروں کے سامنے آپ کی سیرت کے پہلو آئے تو وہ لوگ جو ذرا بھی دل میں انصاف کی رمق رکھتے تھے، وہ باوجود اختلافات کے آپ کی سیرت کے حسین پہلوؤں کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکے۔ آج کل اسلام کے مخالفین آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یا آپ ؐ کی لائی ہوئی تعلیم پر اعتراض کرتے ہیں۔ یہ لوگ یا تو انصاف سے خالی دل لئے ہوئے ہیں یا آپ کی سیرت کے حسین پہلوؤں کو جانتے ہی نہیں اور اس کے لئے کوشش کرنی بھی نہیں چاہتے۔ پس دنیا کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے آگاہی دینا بھی ہمارا کام ہے۔ اس کے لئے ہر قسم کا ذریعہ ہمیں استعمال کرنا چاہئے۔ اس کے بارے میں پہلے بھی مَیں کئی دفعہ کہہ چکا ہوں۔

بعض لوگوں کی فطرت ایسی ہوتی ہے یا دنیا میں ڈوب کر ایسے بن جاتے ہیں کہ اُن پر دنیاداروں کا اثر زیادہ ہوتا ہے۔ دنیادار اگر کوئی بات کہہ دے تو ماننے کو تیار ہو جاتے ہیں یا اُن پر اپنے لوگوں کی باتوں کا اثر زیادہ ہوتا ہے بجائے اس کے کہ ایک بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایک مسلمان سے سنیں۔ اگر اُن کے اپنے لوگ کہیں تو بعض دفعہ اُس پر غور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس لئے اُن کے اپنے لوگوں کے، مشہور لوگوں کے جو کتابیں لکھنے والے ہیں، سکالرز ہیں، رائٹرز ہیں، اُن کے تاثرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے بارے میں ایسے لوگوں تک پہنچانے چاہئیں۔

اس وقت مَیں ایسے ہی کچھ لوگوں کی تحریریں پیش کروں گا جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے متأثر ہو کر، آپ کی شخصیت سے متاثر ہو کر آپ کے بارے میں لکھا ہے۔ ان میں سے بعض مخالفین بھی تھے اور مخالفت میں بڑھے ہوئے تھے لیکن حقیقت لکھنے پر مجبور ہوئے۔

George sale ایک مصنف ہیں جنہوں نے انگریزی ترجمہ قرآن (The Koran) میں To the reader کے عنوان سے ایک باب لکھا ہے۔ یہ اسلام کے بارے میں کوئی ہمارے حق میں نہیں ہیں۔ اسی طرح ایک مصنف سپین ہیمس (Spanhemius) ہے۔ وہ بھی اسلام کا کافی مخالف ہے۔ لیکن اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بعض باتیں کہی ہیں اور یہ اس کے بارہ میں لکھتا ہے کہ یہ تو نیک آدمی ہے۔ وہ نیک تو بہرحال نہیں ہے لیکن کم از کم انصاف لکھنے پر مجبور تھا۔ اُس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور

اسلام کے بارہ میں جولکھا ہے یہ اُس کے حوالے سے لکھ رہے ہیں۔ وہ لکھتا ہے کہ:

’’محمد صلی اللہ علیہ وسلم کامل طور پر فطری قابلیتوں سے آراستہ تھے، شکل میں نہایت خوبصورت، فہیم اور دُوررَس عقل والے۔ پسندیدہ وخوش اطوار۔ غرباء پرور، ہر ایک سے متواضع۔ دشمنوں کے مقابلہ میں صاحبِ استقلال وشجاعت۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ خدائے تعالیٰ کے نام کا نہایت ادب واحترام کرنے والے تھے۔ جھوٹی قسم کھانے والوں، زانیوں، سفّاکوں، جھوٹی تہمت لگانے والوں، فضول خرچی کرنے والوں، لالچیوں اور جھوٹی گواہی دینے والوں کے خلاف نہایت سخت تھے۔ بردباری، صدقہ وخیرات، رحم وکرم، شکرگزاری، والدین اور بزرگوں کی تعظیم کی نہایت تاکید کرنے والے اور خدا کی حمد وتعریف میں نہایت کثرت سے مشغول رہنے والے تھے‘‘۔ (The Koran by George Sale, Gent, fifth edition, Philadelphia; J.B. Lippincott & Co 1860, page iv-iiv)

اور یہ سب کچھ لکھنے کے باوجود وہ بعض جگہ جاکے آپ پر الزام تراشی بھی کرتا ہے۔

پھر ایک مصنف سٹینلے لین پول (Stanley Lane-Poole) ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ: حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے آبائی شہر مکہ میں جب فاتحانہ داخل ہوئے اور اہل مکہ آپ کے جانی دشمن اور خون کے پیاسے تھے تو اُن سب کو معاف کر دیا۔ یہ ایسی فتح تھی اور ایسا پاکیزہ فاتحانہ داخلہ تھا جس کی مثال ساری تاریخ انسانیت میں نہیں ملتی۔ (The Speeches and Tablets of the Prophet Mohammad by Stanley Lane-poole, Macmillan and Co. 1882, page xlvi-xlvii)

پھر The Outline of History کے مصنف ہیں پروفیسر ایچ جی ویلز (H.G.Wells)۔ یہ کہتے ہیں کہ ’’پیغمبر اسلام کی صداقت کا یہی بڑا ثبوت ہے کہ جو آپ کو سب سے زیادہ جانتے تھے، وہی آپ پر سب سے پہلے ایمان لائے۔...... حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہرگز جھوٹے مدعی نہ تھے۔...... اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اسلام میں بڑی خوبیاں اور باعظمت صفات موجود ہیں۔...... پیغمبرِ اسلام نے ایک ایسی سوسائٹی کی بنیاد رکھی جس میں ظلم اور سفا کی کا خاتمہ کیا گیا‘‘۔ (The Outline of History by H.G.Wells, part II)

پھر دی لیسی اولیرے (De Lacy O'Leary) اپنی کتاب اسلام ایٹ دی کراس روڈز (Islam at the Cross roads) میں لکھتا ہے کہ:

’’تاریخ نے اس بات کو کھول کر رکھ دیا ہے کہ شدت پسند مسلمانوں کا دنیا پر فتح پالینا اور تلوار کی نوک پر مقبوضہ اقوام میں اسلام کو نافذ کر دینا تاریخ دانوں کے بیان کردہ قصوں میں سے فضول ترین اور عجیب ترین قصہ ہے‘‘۔ (Islam at the Cross Roads by De Lacy O'Leary, London 1923 p.8)

یعنی یہ جو تاریخ دان لکھتے ہیں ناں کہ تلوار کی نوک پر فتح پائی۔ کہتا ہے یہ قصے فضول ترین قصے ہیں۔

پھر مہاتما گاندھی ایک جریدہ young India میں لکھتے ہیں کہ:

’’مَیں اُس شخص کی زندگی کے بارہ میں سب کچھ جاننا چاہتا تھا جس نے بغیر کسی اختلاف کے لاکھوں پر حکومت کی۔ اُس کی زندگی کا مطالعہ کر کے میرا اس بات پر پہلے سے بھی زیادہ پختہ یقین ہوگیا کہ اسلام نے اُس زمانے میں تلوار کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں جگہ نہیں بنائی بلکہ اس پیغمبر کی سادگی، اپنے کام میں مگن رہنے کی عادت، انتہائی باریکیوں کے ساتھ اپنے عہدوں کو پورا کرنا اور اپنے دوستوں اور پیروکاروں کے ساتھ انتہائی عقیدت رکھنا، بیباک و بےخوف ہونا اور خدا کی ذات اور اپنے مشن پر کامل یقین ہونا، اُس کی یہی باتیں تھیں جنہوں نے ہر مشکل پر قابو پایا اور جو سب کو ساتھ لے کر چلیں۔ جب مَیں نے اس پیغمبر کی سیرت کے متعلق لکھی جانے والی کتاب کی دوسری جلد بھی ختم کر لی تو مجھ پر اس کتاب (سیرت کے بارے میں جو بھی کتاب پڑھ رہے تھے) کے ختم ہوجانے کی وجہ سے اداسی طاری ہوگئی‘‘۔ (Mahatma Gandhi, Statement published in "Young India", 1924)

پھر Sir John Bagot Glubb یہ لیفٹیننٹ جنرل تھے۔ 1986ء میں ان کی وفات ہوئی۔ یہ لکھتے ہیں کہ:

’’قاری اس کتاب کے آخر پر (جو کتاب وہ لکھ رہے تھے) جو بھی رائے قائم کرے اس بات کا انکار ممکن نہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی تجربات اپنے اندر پرانے اور نئے عہد ناموں کے قصوں اور عیسائی بزرگوں کے روحانی تجربات سے حیران کُن حد تک مشابہت رکھتے ہیں۔ اسی طرح ممکن ہے کہ ہندوؤں اور دیگر مذاہب کے ماننے والے افراد کے ان گنت رؤیا اور کشوف سے بھی مشابہت رکھتے ہوں۔ مزید یہ کہ اکثر اوقات ایسے تجربات تقدس اور فضیلت والی زندگی کے آغاز کی علامت ہوتے ہیں۔ ایسے واقعات کو نفسانی دھوکہ قرار دینا کوئی موزوں وضاحت معلوم نہیں ہوتی کیونکہ یہ واقعات تو بہت سے لوگوں میں مشترک رہے ہیں۔ ایسے لوگ جن کے درمیان ہزاروں سالوں کا فرق اور ہزاروں میلوں کے فاصلے تھے۔ جنہوں نے ایک دوسرے کے بارے میں سنا تک نہ ہوگا لیکن اس کے باوجود ان کے واقعات میں ایک غیر معمولی یکجائی پائی جاتی ہے۔ یہ رائے معقول نہیں کہ ان تمام افراد نے حیران کن حد تک مشابہ رؤیا اور کشوف اپنے طور پر ہی بنا لئے ہوں۔ باوجود اس کے کہ یہ افراد ایک دوسرے کے وجود ہی سے لابلد تھے‘‘۔

پھر جن لوگوں نے ہجرت حبشہ کی تھی اُن کے بارے میں لکھتا ہے: ’’اس فہرست سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں تقریباً تمام وہ افراد شامل تھے جو کہ اسلام قبول کر چکے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے متشدد باسیوں کے درمیان یقینا بہت کم پیروکاروں کے ساتھ رہ گئے تھے۔ یہ ایک ایسی حالت ہے جو ثابت کرتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اخلاقی جرأت اور ایمان کی مضبوطی کے اعلیٰ معیار پر قائم تھے‘‘۔ (The Life and Times of Muhammad)

پھر John William Draper اپنی کتاب History of the intellectual Development of Europe میں لکھتے ہیں کہ:

’’Justinian کی وفات کے چار سال بعد 569 عیسوی میں مکّہ میں ایک ایسا شخص پیدا ہوا جس نے تمام شخصیات میں سب سے زیادہ بنی نوع انسان پر اپنا اثر چھوڑا اور وہ شخص محمد ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) جسے بعض یورپین لوگ جھوٹا کہتے ہیں......لیکن محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اندر ایسی خوبیاں تھیں جن کی وجہ سے کئی قوموں کی قسمت کا فیصلہ ہوا۔ وہ ایک تبلیغ کرنے والے سپاہی تھے۔ ممبر فصاحت سے پُر ہوتا (یعنی جب تقریر فرماتے) میدان میں اترتے تو بہادر ہوتے۔ اُن کا مذہب صرف یہی تھا کہ خدا ایک ہے۔ (مذہب کا خلاصہ ایک ہی تھا کہ خدا ایک ہے۔) ...... اس سچائی کو بیان کرنے کے لئے انہوں نے نظریاتی بحثوں کو اختیار نہیں کیا بلکہ اپنے پیروکاروں کو صفائی، نماز اور روزہ جیسے امور کی تعلیم دیتے ہوئے اُن کی معاشرتی حالتوں کو عملی رنگوں میں بہتر بنایا۔ اُس شخص نے صدقہ وخیرات کو باقی تمام کاموں پر فوقیت دی‘‘۔ (History of the intellectual Development of Europe by John William Draper M.D., LL.D., New York: Harper and Brothers, Publishers, Fraklin Square 1863, page 244)

پھر ایک مشہور مستشرق ہیں William Montgomery، اپنی کتاب Muhammad at Madinah میں لکھتے ہیں کہ:

’’محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اسلام کی ابتدائی تاریخ پر جتنا غور کریں، اتنا ہی آپ کی کامیابیوں کی وسعت کو دیکھ کر انسان دنگ رہ جاتا ہے۔ اُس وقت کے حالات نے آپ کو ایک ایسا موقع فراہم کیا جو بہت کم لوگوں کو ملتا ہے۔ گویا آپ اُس زمانے کے لئے موزوں ترین انسان تھے۔ اگر آپ کے پاس دوراندیشی، حکومت کرنے کی انتظامی صلاحیتیں، توکل علی اللہ اور اس بات پر یقین کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھیجا ہے، نہ ہوتا تو انسانی تاریخ میں ایک اہم باب رقم ہونے سے رہ جاتا۔ مجھے امید ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے متعلق یہ کتاب ایک عظیم الشان ابن آدم کو سمجھنے اور اُس کی قدر کرنے میں مدد کرے گی‘‘۔ (William Montgomery Watt, Muhammad at Madinah, Oxford at the Clarendon Press 1956, pp. 335)

یہ اس سوانح نویس کی شہادت ہے جو آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں مثبت رویہ نہیں رکھتا۔

پھر مشہور عیسائی مؤرخ Reginald Bosworth Smith لکھتا ہے کہ ’’مذہب اور حکومت کے رہنما اور گورنر کی حیثیت سے پوپ اور قیصر کی دو شخصیتیں حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ایک وجود میں جمع تھیں۔ آپ پوپ تھے مگر پوپ کی طرح ظاہرداریوں سے پاک۔ آپ قیصر تھے مگر قیصر کے جاہ وحشمت سے بےنیاز۔ اگر دنیا میں کسی شخص کو یہ کہنے کا حق حاصل ہے کہ اُس نے باقاعدہ فوج کے بغیر، محل شاہی کے بغیر اور لگان کی وصولی کے بغیر صرف خدا کے نام پر دنیا میں امن اور انتظام قائم رکھا تو وہ صرف حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ آپ کو اس ساز وسامان کے بغیر ہی سب طاقتیں حاصل تھیں‘‘۔

پھر یہی Bosworth Smith اپنی کتاب محمد اینڈ محمدن ازم (Muhammed and Muhammedanism) میں لکھتے ہیں کہ:

’’آپ کے مشن (یعنی نبوت ورسالت) کو سب سے پہلے قبول کرنے والے وہ لوگ تھے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اچھی طرح جانتے تھے۔ مثلاً آپ کی زوجہ، آپ کا غلام، آپ کا چچا زاد بھائی اور آپ کا پرانا دوست، جس کے بارے میں حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کہا تھا کہ اسلام کے داخل ہونے والوں میں سے وہ واحد انسان تھا جس نے کبھی اپنی پیٹھ نہیں موڑی تھی اور نہ ہی وہ کبھی پریشان ہوا تھا۔ عام پیغمبروں کی طرح حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی قسمت معمولی نہ تھی کیونکہ آپ کی عظمت کا انکار کرنے والے صرف وہی لوگ ہیں جنہیں آپ کی ذات کا صحیح علم حاصل نہیں تھا‘‘۔ (Muhammed and Muhammedanism by R. Bosworth Smith, Smith Elder and Co. 1876, page 127)

پھر Bosworth ہی آگے لکھتے ہیں کہ:

’’وہ رسوم ورواج جن سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے منع فرمایا، نہ صرف آپ نے ان کی ممانعت فرمائی بلکہ اُن کا مکمل طور پر قلع قمع کر دیا۔ جیسے انسانی قربانیاں (یعنی انسانوں کو قربان کرنا) چھوٹی بچیوں کے قتل، خونی جھگڑے، عورتوں کے ساتھ غیر محدود شادیاں، غلاموں کے ساتھ نہ ختم ہونے والے ظلم وستم، شراب نوشی اور جوّا بازی۔ (اگر آپ ایسا نہ کرتے تو) یہ سلسلہ بلا روک ٹوک عرب اور اس کے ہمسائے ملکوں میں جاری رہتا‘‘۔ (اور آپ نے ان سب کو ختم کر دیا۔) (ایضاً صفحہ 125)

پھر یہی آگے لکھتا ہے کہ:

’’حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے مقصد کی سچائی اور نیکی میں عمیق ترین ایمان رکھ کر جو کچھ کیا تھا، کوئی دوسرا شخص اس میں گہرے یقین کے بغیر کچھ بھی نہیں کرسکتا‘‘۔ (یہ گہرا ایمان اور یقین جو تھا، وہ آپ کو اپنے مقصد کے بارے میں، اپنے دعویٰ کے بارے میں، اپنا خدا تعالیٰ کی طرف سے ہونے کے بارے میں toa، تبھی یہ انقلاب آیا۔) وہ کہتا ہے کہ ’’آپ کی زندگی کا ہر واقعہ آپ کو ایسا حقیقت پسند اور پُرجوش انسان ثابت کرتا ہے جو اپنے مسلمہ عقائد اور نظریات تک آہستہ آہستہ تکالیف برداشت کرتے ہوئے پہنچنے کی کوشش کرتا ہے‘‘۔ (ایضاً صفحہ 127)

پھر آگے لکھتے ہیں کہ ’’یہ کہنا کہ عرب کو انقلاب کی ضرورت تھی یا بالفاظ دیگر یہ کہنا کہ نئے پیغمبر کے ظہور کا وقت آگیا تھا۔ اگر ایسا ہی تھا تو پھر حضرت محمد ہی وہ پیغمبر کیوں نہ ہوں؟ اس موضوع پر موجودہ زمانے کے مصنف سپرنگر نے یہ ثابت کیا ہے کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آمد سے سالہا سال قبل ایک پیغمبر کے ظہور کی توقع بھی تھی اور پیشگوئی بھی تھی‘‘۔ (ایضاً صفحہ 133)

پھر آگے یہی Bosworth ہی بیان کرتا ہے کہ: ’’مجموعی طور پر مجھے یہ حیرانی نہیں کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مختلف حالات میں کتنے بدل گئے تھے۔ بلکہ تعجب تو یہ ہے کہ آپ کی شخصیت میں کتنی کم تبدیلی پیدا ہوئی تھی۔ صحرائی گلہ بانی کے ایام میں (یعنی جب بھیڑیں چَراتے تھے) شامی تاجر کے طور پر، غارِ حرا کی خلوت گزینی کے ایام میں، اقلیتی جماعت کے مصلح کی حیثیت سے، (جب مکّہ میں تھے)، مدینہ میں جلا وطنی کے ایام میں، ایک مسلّمہ فاتح کی حیثیت سے، یونانی بادشاہوں اور ایرانی ہرقلوں کے ہم مرتبہ ہونے کی حالت میں ہم آپ کی شخصیت میں ایک غیر متزلزل استقلال کا مشاہدہ کرسکتے ہیں‘‘۔ کہتا ہے کہ ’’مجھے نہیں لگتا کہ اگر کسی اور آدمی کے خارجی حالات اس قدر زیادہ بدل جاتے تو کبھی اُس کی ذات میں اس قدر کم تبدیلی رونما ہوتی۔ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خارجی حالات تو تبدیل ہوتے رہے مگر ان تمام حالتوں میں مجھے اُن کی ذات کا جوہر ایک جیسا ہی دکھائی دیتا ہے‘‘۔ (ایضاً صفحہ 133)

واشنگٹن ارونگ (Washington Irving) اپنی کتاب ’’لائف آف محمدؐ‘‘ میں لکھتا ہے کہ: ’’آپ کی جنگی فتوحات نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اندر نہ تو تکبر پیدا کیا، نہ کوئی غرور اور نہ کسی قسم کی مصنوعی شان و شوکت پیدا کی۔ اگر ان فتوحات میں ذاتی اغراض ہوتیں تو یہ ضرور ایسا کرتیں۔ اپنی طاقت کے جوبن پر بھی اپنی عادات اور حلیہ میں وہی سادگی برقرار رکھی جو کہ آپ کے اندر مشکل ترین حالات میں تھی۔ یہاں تک کہ اپنی شاہانہ زندگی میں بھی اگر کوئی آپ کے کمرہ میں داخل ہوتے وقت غیر ضروری تعظیم کا اظہار کرتا تو آپ اسے ناپسند فرماتے‘‘۔ (The Life of Mahomet by Washington Irving, Leipzig Bernhard Touchritz 1850, pp.272-273)

پھر سر ولیم میور (Sir William Muir) یہ بھی ایک مستشرق ہے اور کافی کچھ خلاف بھی لکھتا ہے۔ یہ بھی لکھتا ہے کہ:

’’اپنا ہر ایک کام مکمل کرتے اور جس کام کو بھی ہاتھ میں لیتے جب تک اس کو ختم نہ کرلیتے اُسے نہ چھوڑتے۔ معاشرتی میل جول میں بھی آپ کا یہی طریق رہتا۔ جب آپ کسی کے ساتھ بات کرنے کے لئے اپنا رُخ موڑتے تو آپ آدھا نہ مڑتے بلکہ پورا چہرہ اور پورا جسم اُس شخص کی طرف پھیر لیتے۔ کسی سے مصافحہ کرتے وقت آپ اپنا ہاتھ پہلے نہ کھینچتے۔ اسی طرح کسی اجنبی کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے درمیان میں نہ چھوڑتے اور اگلے شخص کی بات پوری سنتے۔ آپ کی زندگی پر آپ کی خاندانی سادگی غالب تھی۔ آپ کو ہر کام خود کرنے کی عادت تھی۔ جب بھی آپ صدقہ دیتے تو سوالی کو اپنے ہاتھ سے دیتے۔ گھریلو کام کاج میں اپنی بیویوں کا ہاتھ بٹاتے......‘‘۔

پھر لکھتا ہے: ’’آپ تک ہر کس و ناکس کی پہنچ ہوتی جیسے دریا کی پہنچ کنارے تک ہوتی ہے۔ باہر سے آئے ہوئے وفود کو عزت و احترام سے خوش آمدید کہتے۔ ان وفود کی آمد اور دیگر حکومتی معاملات کے متعلق تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اندر ایک قابل حکمران کی تمام صلاحیتیں موجود تھیں۔ سب سے زیادہ حیران کُن بات یہ ہے کہ آپ لکھنا نہیں جانتے تھے‘‘۔ (The Life of Mahomet by by William Muir, Vol. IV, London: Smith, Elder and Co., 65 Cornhill, 1861, pp.510-13)

پھر یہی ولیم میور لکھتا ہے کہ: ’’ایک اہم خوبی وہ خوش خلقی اور وہ خیال تھا جو آپ اپنے معمولی سے معمولی پیروکار کا رکھا کرتے۔ حیا، شفقت، صبر، سخاوت، عاجزی آپ کے اخلاق کے نمایاں پہلو تھے اور ان کے باعث آپ اپنے ماحول میں ہر شخص کو اپنا گرویدہ کرلیتے۔ انکار کرنا آپ کو ناپسند تھا۔ اگر کسی سوالی کی فریاد پوری نہ کرپاتے تو خاموش رہنے کو ترجیح دیتے۔ کبھی یہ نہیں سنا کہ آپ نے کسی کی دعوت ردّ کی ہو خواہ وہ کتنی ہی معمولی کیوں نہ ہو۔ اور کبھی یہ نہیں ہوا کہ آپ نے کسی کا پیش کیا ہوا تحفہ رد کردیا ہو خواہ وہ کتنا ہی چھوٹا کیوں نہ ہو۔ آپ کی ایک نرالی خوبی یہ تھی کہ آپ کی محفل میں موجود ہر شخص کو یہ خیال ہوتا کہ وہی اہم ترین مہمان ہے۔ اگر آپ کسی کو اپنی کامیابی پر خوش پاتے تو گرمجوشی سے اس سے مصافحہ کرتے اور گلے لگاتے اور محروموں اور تکلیف میں گھِرے افراد سے بڑی نرمی سے ہمدردی کا اظہار کرتے۔ بچوں سے بہت شفقت سے پیش آتے اور راہ کھیلتے بچوں کو سلام کرنے میں کوئی عار محسوس نہ کرتے۔ وہ قحط کے ایام میں بھی دوسروں کو اپنے کھانے میں شریک کرتے اور ہر ایک کی آسانی کے لئے ہمیشہ کوشش کرتے رہتے۔ ایک نرم اور مہربان طبیعت آپ کے تمام خواص میں نمایاں نظر آتی تھی۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک وفادار دوست تھا۔ اس نے ابوبکر سے بھائی سے بڑھ کر محبت کی۔ علی سے پدرانہ شفقت کی۔ زید، جو آزاد کردہ غلام تھا، کو اس شفیق نبی سے اس قدر لگاؤ تھا کہ اس نے اپنے والد کے ساتھ جانے کی بجائے مکہ میں رہنے کو ترجیح دی۔ اپنے نگران کا دامن پکڑتے ہوئے اس نے کہا، ’میں آپ کو نہیں چھوڑوں گا، آپ ہی میرے ماں اور باپ ہیں‘۔ دوستی کا یہ تعلق زید کی وفات تک رہا اور پھر زید کے بیٹے اسامہ سے بھی اس کے والد کی وجہ سے آپ نے ہمیشہ بہت مشفقانہ سلوک کیا۔ عثمان اور عمر بھی آپ سے ایک خاص تعلق رکھتے تھے۔ آپ نے حدیبیہ کے مقام پر بیعتِ رضوان کے وقت اپنے محصور داماد کے دفاع کے لئے جان تک دینے کا جو عہد کیا وہ اسی سچی دوستی کی ایک مثال ہے۔ دیگر بہت سے مواقع ہیں جو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی غیر متزلزل محبت کے طور پر پیش کئے جاسکتے ہیں۔ کسی بھی موقع پر یہ محبت بے محل نہ تھی، بلکہ ہر واقعہ اسی گرمجوش محبت کا آئینہ دار ہے‘‘۔

پھر لکھتا ہے کہ ’’اپنی طاقت کے عروج پر بھی آپ منصف اور معتدل رہے۔ آپ اپنے اُن دشمنوں سے نرمی میں ذرہ بھی کمی نہ کرتے جو آپ کے دعاوی کو بخوشی قبول کرلیتے۔ مکہ والوں کی طویل اور سرکش ایذا رسانیاں اس بات پر منتج ہونی چاہئے تھیں کہ فاتح مکّہ اپنے غیظ و غضب میں آگ اور خون کی ہولی کھیلتا۔ لیکن محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے چند مجرموں کے علاوہ عام معافی کا اعلان کردیا اور ماضی کی تمام تلخ یادوں کو یکسر بھلا دیا۔ ان کے تمام استہزاء، گستاخیوں اور ظلم و ستم کے باوجود آپ نے اپنے سخت ترین مخالفین سے بھی احسان کا سلوک کیا۔ مدینہ میں عبداللہ اور دیگر منحرف ساتھی (یعنی جو منافقین تھے) جو کہ سالہا سال سے آپ کے منصوبوں میں روکیں ڈالتے اور آپ کی حاکمیت میں مزاحم ہوتے رہے، ان سے درگزر کرنا بھی ایک روشن مثال ہے۔ اسی طرح وہ نرمی جو آپ نے اُن قبائل سے برتی جو آپ کے سامنے سرنگوں تھے۔ اور قبل ازیں جو فتوحات میں بھی شدید مخالف رہے تھے، ان سے بھی نرمی کا سلوک فرمایا‘‘۔ (ایضاً صفحہ 305 تا 307)

پھر یہی ولیم میور لکھتا ہے کہ: ’’یہ محمد کی سچائی کے لئے ایک تائیدی نشان تھا‘‘ (کئی جگہ پر مخالفت میں بھی، اور قرآن کے بارے میں بھی لکھتا ہے، لیکن یہاں لکھ رہا ہے) کہ ’’یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سچائی کے لئے ایک تائیدی نشان تھا کہ جو بھی آپ پر اوّل اوّل ایمان لائے وہ اعلیٰ کردار کے مالک تھے۔ بلکہ آپ کے قریبی دوست اور گھر کے افراد بھی، جو کہ آپ کی ذاتی زندگی سے اچھی طرح واقف تھے آپ کے کردار میں وہ خامیاں نہ دیکھ سکے جو عام طور پر ایک منافق دھوکہ باز کے گھریلو تعلق اور باہر کے رویہ میں ہوتی ہیں‘‘۔

(ایضاً صفحہ 98-97)

Sir Thomas Carlyle آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمّی ہونے کے متعلق لکھتے ہیں کہ: ’’ایک اور بات ہمیں ہرگز بھولنی نہیں چاہئے کہ اُسے کسی مدرسہ کی تعلیم میسر نہ تھی۔ اس چیز کو جسے ہم سکول لرننگ (School Learning) کہتے ہیں، ایسا کچھ بھی نہیں تھا۔ لکھنے کا فن تو عرب میں بالکل نیا تھا۔ یہ رائے بالکل سچی معلوم ہوتی ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کبھی خود نہ لکھ سکا۔ اس کی تمام تر تعلیم صحراء کی بود و باش اور اس کے تجربات کے گرد گھومتی ہے۔ اس لامحدود کائنات، اپنے تاریک علاقہ اور اپنی انہی مادی آنکھوں اور خیالات سے وہ کیا کچھ حاصل کرسکتے تھے؟ مزید حیرت ہوتی ہے جب دیکھا جائے کہ کتابیں بھی میسر نہ تھیں۔ عرب کے تاریک بیابان میں سُنی سُنائی باتوں اور اپنے ذاتی مشاہدات کے علاوہ وہ کچھ بھی علم نہ رکھتے تھے۔ وہ حکمت کی باتیں جو آپ سے پہلے موجود تھیں یا عرب کے علاوہ دوسرے علاقہ میں موجود تھیں، ان تک رسائی نہ ہونے کے باعث وہ آپ کے لئے نہ ہونے کے برابر تھیں۔ ایسے حکام اور علماء میں سے کسی نے اس عظیم انسان سے براہِ راست مکالمہ نہیں کیا۔ وہ اس بیابان میں تنِ تنہا تھے اور یونہی قدرت اور اپنی سوچوں کے محور میں پروان چڑھا‘‘۔ (Six Lectures by Thomas Carlyle, Edition 1846, Lecture 2 page 47)

پھر آپؐ کی شادی کے بارے میں اور آپ کے گھریلو تعلقات کے بارہ میں لکھتا ہے کہ وہ کیسے خدیجہ کا ساتھی بنا؟ کیسے ایک امیر بیوہ کے کاروباری امور کا مہتمم بنا اور سفر کرکے شام کے میلوں میں شرکت کی؟ اُس نے یہ سب کچھ کیسے کرلیا؟ ہر ایک کو بخوبی علم ہے کہ اُس نے یہ انتہائی وفاداری اور مہارت کے ساتھ کیا۔ خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کے دل میں اُن کا احترام اور ان کے لئے شکر کے جذبات کیونکر پیدا ہوئے؟ ان دونوں کی شادی کی

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں

تیلگو اور اُردو لٹریچر فری دستیاب ہے

فون نمبر: 0924618281,04027172202

09849128919, 08019590070

منجانب: ڈیکو بلڈرز حیدرآباد۔ آندھرا پردیش

داستان، جیسا کہ عرب کے مصنفین نے ذکر کیا ہے، بڑی دلکش اور قابل فہم ہے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عمر 25 سال تھی اور خدیجہ کی عمر 40 سال تھی‘‘۔ پھر لکھتا ہے کہ ’’معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اس محسنہ کے ساتھ انتہائی پیار بھری، پرسکون اور بھرپور زندگی بسر کی۔ وہ خدیجہ سے حقیقی پیار کرتے تھے اور صرف اُسی کے تھے۔ اس کو جھوٹا نبی کہنے میں یہ حقیقت روک ہے کہ آپ نے زندگی کا یہ دور اس انداز سے گزارا کہ اس پر کوئی اعتراض نہیں کر سکتا۔ یہ دور انتہائی سادہ اور پُرسکون تھا یہاں تک کہ آپ کی جوانی کے دن گزر گئے‘‘۔ (Six Lectures by Thomas Carlyle, Edition 1846, Lecture 2 page 48)

پھر Thomas Carlyle ہی لکھتے ہیں کہ: ’’ہم لوگوں یعنی عیسائیوں میں جو یہ بات مشہور ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک پُرفن اور فطرتی شخص اور جھوٹے دعویدار نبوت تھے اور ان کا مذہب دیوانگی اور خام خیالی کا ایک تودہ ہے، اب یہ سب باتیں لوگوں کے نزدیک غلط ٹھہرتی چلی جاتی ہیں‘‘۔ کہتا ہے ’’جو جھوٹ باتیں متعصب عیسائیوں نے اس انسان یعنی (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کی نسبت بنائی تھیں اب وہ الزام قطعاً ہماری رُوسیاہی کا باعث ہے اور جو باتیں اس انسان (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنی زبان سے نکالی تھیں، بارہ سو برس سے اٹھارہ کروڑ آدمیوں کے لئے بمنزلہ ہدایت کے قائم ہیں‘‘۔ (جب یہ انیسویں صدی میں تھا، اُس وقت کی باتیں ہیں) ’’اس وقت جتنے آدمی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتقاد رکھتے ہیں اس سے بڑھ کر اور کسی کے کلام پر اس زمانے کے لوگ یقین نہیں رکھتے۔ میرے نزدیک اس خیال سے بدتر اور ناخدا پرستی کا کوئی دوسرا خیال نہیں ہے کہ ایک جھوٹے آدمی نے یہ مذہب پھیلایا‘‘۔ (یعنی یہ بالکل غلط چیز ہے)۔ (Six Lectures on Heroes, Hero-Worship and the Heroic in History by Thomas Carlyle)

پھر ایک فرنچ فلاسفر لا مانٹین (Lamartine) اپنی کتاب ’ہسٹری آف ٹرکی‘ (History of Turkey) میں لکھتا ہے کہ: ’’اگر کسی شخص کی قابلیت کو پرکھنے کیلئے تین معیار مقرر کئے جائیں کہ اُس شخص کا مقصد کتنا عظیم ہے، اُس کے پاس ذرائع کتنے محدود ہیں اور اُس کے نتائج کتنے عظیم الشان ہیں تو آج کون ایسا شخص ملے گا جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے مقابلہ کرنے کی جسارت کرے۔ دنیا کی شہرۂ آفاق شخصیات نے صرف چند فوجوں، قوانین اور سلطنتوں کو شکست دی۔ اور انہوں نے محض دنیاوی حکومتوں کا قیام کیا اور اُن میں سے بھی بعض طاقتیں اُن کی آنکھوں کے سامنے ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہوگئیں۔ مگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے نہ صرف دنیا کی فوجوں، قوانین، حکومتوں، مختلف اقوام اور نسلوں بلکہ دنیا کی کل آبادی کے ایک تہائی کو یکجا کر دیا۔ مزید برآں اُس نے قربانگاہوں، خداؤوں، مذاہب، عقائد، افکار اور روحوں کی تجدید کی۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بنیاد صرف ایک کتاب تھی جس کا حرف حرف قانون بن گیا۔ اُس شخص نے ہر زبان اور ہر نسل کو ایک روحانی تشخص سے نوازا‘‘۔

پھر لکھتا ہے: ’’محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک فلسفہ دان، خطیب، پیغمبر، قانون دان، جنگجو، افکار پر فتح پانے والا، عقلی تعلیمات کی تجدید کرنے والا، بیسیوں ظاہری حکومتوں اور ایک روحانی حکومت کو قائم کرنے والا شخص تھا۔ انسانی عظمت کو پرکھنے کا کوئی بھی معیار مقرر کرلیں، کیا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بڑھ کر بھی کوئی عظیم شخص پیدا ہوا؟‘‘ (History of Turkey by A. De Lamartine, New York: D. Appleton and Company, 346 & 348 Broadway, 1855. vol.1 pp.154-155)

جان ڈیون پورٹ لکھتا ہے کہ: ’’کیا یہ بات سمجھ میں آسکتی ہے کہ جس شخص نے حقیر و ذلیل بت پرستی کے بدلے، جس میں اُس کے ہم وطن یعنی اہل عرب مبتلا تھے، خدائے برحق کی پرستش قائم کر کے بڑی بڑی ہمیشہ رہنے والی اصلاحیں کیں، وہ جھوٹا نبی تھا؟ کیا ہم اس سرگرم اور پُرجوش مصلح کو فریبی ٹھہرا سکتے ہیں اور یہ کہہ سکتے ہیں کہ ایسے شخص کی تمام کارروائیاں مکر پر مبنی تھیں؟ نہیں، ایسا نہیں کہہ سکتے۔ بیشک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بجز دلی نیک نیتی اور ایمانداری کے اور کسی سبب سے ایسے استقلال کے ساتھ ابتدائے نزول وحی سے اخیر دم تک مستعد نہیں رہ سکتے تھے۔ جو لوگ ہر وقت اُن کے پاس رہتے تھے اور جو اُن سے بہت کچھ ربط ضبط رکھتے تھے اُن کو بھی کبھی آپ کی ریاکاری کا شبہ نہیں ہوا‘‘۔

پھر لکھتا ہے کہ: ’’یہ بات یقینی طور پر کامل سچائی کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ اگر مغربی شہزادے مسلمان مجاہدین اور ترکوں کی جگہ ایشیا کے حکمران ہو گئے ہوتے تو مسلمانوں کے ساتھ اس مذہبی رواداری کا سلوک نہ کرتے جو مسلمانوں نے عیسائیت کے ساتھ کیا۔ کیونکہ عیسائیت نے تو اپنے ان ہم مذہبوں کو نہایت تعصب اور ظلم کے ساتھ تشدد کا نشانہ بنایا جن کے ساتھ اُن کے مذہبی اختلافات تھے‘‘۔ (An Apology for Mohammed and the Koran by John Devenport, page 82, Chapter: The Koran, printed by J.Davy and Sons, London, 1882)

پھر یہی جان ڈیون پورٹ لکھتے ہیں کہ: ’’اس میں کچھ شبہ نہیں کہ تمام مصنفوں اور فاتحوں میں ایک بھی ایسا نہیں جس کی سوانح حیات محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سوانح حیات سے زیادہ مفصل اور سچی ہو‘‘۔ (ایضاً)

پھر مائیکل ایچ ہارٹ (Michael H. Hart) اپنی کتاب "A Ranking of the Most Influential Persons in History" میں لکھتے ہیں کہ: ’’دنیا پر اثر انداز ہونے والے لوگوں میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام پہلے نمبر کیلئے منتخب کرنا بعض پڑھنے والوں کو شاید حیرت زدہ کرے اور بعض اس پر سوال بھی اُٹھائیں گے۔ لیکن تاریخ میں وہ واحد شخص تھا جو کہ مذہبی اور دنیاوی ہر دوسطح پر انتہائی کامیاب تھا۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کوئی اس بات کا کیسے اندازہ کرے کہ انسانی تاریخ پر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کس طرح اثر انداز ہوئے؟ دیگر مذاہب کی طرح اسلام نے بھی اپنے پیروکاروں کی زندگیوں پر ایک گہرا اثر چھوڑا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا میں پائے جانے والے عظیم مذاہب کے بانیوں کو اس کتاب میں اہم مقام دیا گیا ہے‘‘۔ لکھتا ہے کہ ’’ایک اندازے کے مطابق دنیا میں عیسائیوں کی تعداد مسلمانوں کی تعداد سے دوگنا ہے‘‘۔ (جب اُس نے لکھا تھا اُس وقت کی بات ہے) ’’اس لحاظ سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو عیسیٰ سے پہلے رکھنا شاید آپ کو عجیب لگے۔ لیکن میرے اس فیصلہ کے پیچھے دو بڑی وجوہات ہیں۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ عیسائیت کے فروغ میں عیسیٰ (علیہ السلام) کے کردار کی نسبت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اسلام کے فروغ میں کہیں زیادہ اہم کردار تھا۔ گوکہ عیسیٰ (علیہ السلام) ہی عیسائیت کے روحانی اور اخلاقی ضابطہ حیات (یعنی وہ عیسائی ضوابط جن کا یہودیت سے اختلاف ہے) کے موجب ہوئے مگر عیسائیت کو فروغ دینے کے حوالہ سے سینٹ پال نے بنیادی کردار ادا کیا۔ عیسائیت کو موجودہ شکل دینے والا اور نئے عہد نامہ کے ایک بڑے حصے کو لکھنے والا سینٹ پال ہی تھا‘‘۔

پھر لکھتا ہے: ’’جبکہ مذہب اسلام اور اس میں موجود تمام اخلاقی و مذہبی اصولوں کے ذمہ دار محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تھے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس نئے مذہب کو خود شکل دی اور اسلامی تعلیمات کے نفاذ میں بنیادی کردار ادا کیا۔ علاوہ ازیں مسلمانوں کے مقدس صحیفہ یعنی قرآن جو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بصیرت پر مشتمل ایک کتاب تھی کو بھی لکھنے والا محمد تھا‘‘۔ (یعنی جو مخالف ہے اس نے یہ تو بہرحال لکھنا ہے) کہتا ہے کہ ’’جس کے بارے میں وہ (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کہتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُن پر وحی کیا گیا۔ قرآن کے ایک بڑے حصہ کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زندگی میں ہی نقل کر کے محفوظ کر لیا گیا تھا۔ اور آپ کی وفات کے کچھ عرصہ بعد ہی اس کو مجموعہ کی شکل میں محفوظ کر لیا گیا۔ اس لئے قرآن محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیمات اور تصورات کی حقیقی عکاسی کرتا ہے اور ایک مکتبہ فکر کے مطابق وہ آپ کے ہی الفاظ ہیں۔ جبکہ عیسیٰ (علیہ السلام) کی تعلیمات کا اس طرح سے کوئی مجموعہ نہیں ہے۔ مسلمانوں کے نزدیک قرآن کی وہی اہمیت ہے جو عیسائیوں کے نزدیک بائبل کی ہے۔ اس لئے قرآن کے ذریعہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) لوگوں پر بھرپور طریق سے اثر انداز ہوئے۔ اغلب گمان یہی ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اسلام پر زیادہ اثر ہے بہ نسبت اُس اثر کے جو عیسیٰ (علیہ السلام) اور سینٹ پال نے مجموعی طور پر عیسائیت پر ڈالا۔ خالصتاً مذہبی نقطہ نظر سے اگر دیکھا جائے تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی انسانی تاریخ پر اتنا ہی اثر انداز ہوئے جتنا کہ عیسیٰ (علیہ السلام)‘‘۔ (اس کی اپنی رائے ہے لیکن بہرحال یہ تسلیم کرتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نمبر ایک ہے۔ اور پھر اس نے آگے یہ بھی لکھا ہے کہ ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جہاں مذہبی سربراہ تھے وہاں دنیاوی حکومت کے سربراہ بھی تھے لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ مقام نہیں ملا‘‘۔ پس ہر معاملے میں آپ کا اُسوہ آپ کی ذات کو مزید روشن کرتے ہوئے چمکا کر پیش کرتا ہے۔ (The 100 A Ranking of the most Insfluential Persons in HIstory by Michael H. Hart)

پھر Karen Armstrong (کیرن آرم سٹرانگ) Muhammad - A Biography of the Prophet میں تحریر کرتی ہے کہ:

’’محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بنیادی توحید پر مبنی روحانیت کے قیام کے لئے عملاً صفر سے کام کا آغاز کرنا پڑا۔ جب آپ نے اپنے مشن کا آغاز کیا تو ناممکن تھا کہ کوئی آپ کو اپنے مشن پر کام کرنے کا موقع فراہم کرتا۔ عرب قوم توحید کے لئے بالکل تیار نہ تھی۔ وہ لوگ ابھی اس اعلیٰ معیار کے نظریہ (یعنی توحید) کے قابل نہ ہوئے تھے۔ درحقیقت اس متشدد اور خوفناک معاشرہ میں اس نظریہ کو متعارف کروانا انتہائی خطرناک ہوسکتا تھا اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یقیناً بہت ہی خوش قسمت ہوتے اگر اس معاشرہ میں اپنی زندگی کو بچا پاتے۔ درحقیقت محمد کی جان اکثر خطرہ میں گھری رہتی اور ان کا بچ جانا قریب قریب ایک معجزہ تھا، پر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی کامیاب ہوئے۔ اپنی زندگی کے اختتام تک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے قبائلی تشدد کی پرانی روایت کا قلع قمع کر دیا اور عرب معاشرہ کے لئے لادینیت کوئی مسئلہ نہ رہا۔ اب عرب قوم اپنی تاریخ کے ایک نئے دور میں داخل ہونے

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

کے لئے تیار تھی‘‘۔(Muhammad - A Biography of the Prophet by Karen Armstrong, Page 53,54)

پھر کیرن آرم سٹرانگ ہی لکھتی ہیں کہ:’’آخر یہ مغرب ہی تھا نہ کہ اسلام‘‘،(عیسائیت کے بارے میں، اپنے مغرب کے بارے میں لکھ رہی ہیں)’’آخر یہ مغرب ہی تھا نہ کہ اسلام،جس نے مذہبی مباحثات پر پابندی لگائی۔صلیبی جنگوں کے وقت تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ یورپ دوسروں کے نظریات کو دبانے کی آرزو میں جنونی ہو چکا تھا اور جس جوش سے اس نے اپنے مخالفین کو سزائیں دی ہیں، مذہب کی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔اختلافِ رائے کرنے والوں پر مظالم، Protestants پر Catholics کے مظالم اور اسی طرح Catholics پر Protestants کے مظالم کی بنیاد اُن پیچیدہ مذہبی عقائد پر تھی جن کی اجازت یہودیت اور اسلام نے ذاتی معاملات میں اختیاری طور پر دی ہے۔عیسائی ملحدانہ عقائد کا یہودیت اور اسلام سے کوئی تعلق نہیں جن کے مطابق(عیسائی مذہب)الوہیت کے بارے میں انسانی تصورات کو ناقابل قبول حد تک لے جاتا ہے بلکہ اسے مشرکانہ بنا دیتا ہے‘‘۔(ایضاً Page 27)

پھر اینی بسانٹ(Annie Besant) اپنی کتاب "The Life and Teachings of Muhammad" میں لکھتی ہے کہ:’’ایک ایسے شخص کیلئے جس نے عرب کے عظیم نبی کی زندگی اور اس کے کردار کا مطالعہ کیا ہو اور جو جانتا ہو کہ اُس نبی نے کیا تعلیم دی اور کس طرح اُس نے اپنی زندگی گزاری، اس کیلئے ناممکن ہے کہ وہ خدا کے انبیاء میں سے اس عظیم نبی کی تعظیم نہ کرے۔میں جو باتیں کہہ رہی ہوں اُن کے متعلق بہت لوگوں کو شاید پہلے سے علم ہو گا لیکن میں جب بھی ان باتوں کو پڑھتی ہوں تو مجھے اس عربی استاد کی تعظیم کیلئے ایک نیا احساس پیدا ہوتا ہے اور اُس کی تعریف کا ایک نیا رنگ نظر آتا ہے‘‘۔(The Life and Teachings of Muhammad, Madras, 1932, p.4)

پھر Ruth Cranston(روتھ کرینسٹن) World Faith(ورلڈ فیتھ) میں لکھتی ہیں کہ:’’محمد عربی(صلی اللہ علیہ وسلم) نے کبھی بھی جنگ یا خونریزی کا آغاز نہیں کیا۔ہر جنگ جو انہوں نے لڑی، مدافعانہ تھی۔وہ اگر لڑے تو اپنی بقا کو برقرار رکھنے کے لئے اور ایسے اسلحے اور طریق سے لڑے جو اُس زمانے کا رواج تھا۔یہ بات یقین سے کہی جاسکتی ہے کہ چودہ کروڑ عیسائیوں میں سے(1949ء میں یہ کتاب چھپی تھی) جنہوں نے حال ہی میں ایک لاکھ بیس ہزار سے زائد انسانوں کو ایک بم سے ہلاک کر دیا ہو، کوئی ایک قوم بھی ایسی نہیں جو ایک ایسے لیڈر پر شک کی نظر ڈال سکے جس نے اپنی تمام جنگوں کے بدترین حالات میں بھی صرف پانچ یا چھ سو افراد کو تہ تیغ کیا ہو۔عرب کے نبی کے ہاتھوں ساتویں صدی کی تاریکی کے دور میں جب لوگ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو رہے ہوں، ہونے والی ان ہلاکتوں کا آج کی روشن بیسویں صدی کی ہلاکتوں سے مقابلہ کرنا ایک حماقت کے سوا کچھ نہیں۔اس بیان کی تو حاجت ہی نہیں جو قتل انکوزیشن(Inquisition) اور صلیبی جنگوں کے زمانے میں ہوئے جب عیسائی جنگجوؤں نے اس بات کو ریکارڈ کیا کہ وہ ان بے دینوں کی کٹی پھٹی لاشوں کے درمیان ٹخنے ٹخنے خون میں پھر رہے تھے‘‘۔(World Faith by Ruth Cranston, Haper and Row Publishers, New York, 1949, page 155)

پھر Godfrey Higgins(گاڈفرے ہیگنز) لکھتے ہیں کہ:’’اس بات سے زیادہ عام طور پر کوئی بات سننے میں نہیں آتی کہ عیسائی پادری محمد(صلی اللہ علیہ وسلم) کے مذہب کو اُس کے تعصب اور غیر رواداری کی وجہ سے گالیاں دیتے ہیں، عجیب یقین دہانی اور منافقت ہے یہ۔کون تھا جس نے سپین سے ان مسلمانوں کو جو عیسائی نہیں ہو چکے تھے، بھگایا تھا کیونکہ وہ سچے عیسائی نہ تھے؟ اور کون تھا جس نے میکسیکو اور پیرو میں لاکھوں لوگوں کو تہ تیغ کر دیا تھا اور اُن کو غلام بنا لیا تھا کیونکہ وہ عیسائی نہ تھے؟ اور کیا ہی عمدہ اور مختلف نمونہ تھا جو مسلمانوں نے یونان میں دکھایا۔صدیوں تک عیسائیوں کو اُن کے مذہب، اُن کے پادریوں، لاٹ پادریوں اور راہبوں اور اُن کے گرجا گھروں کو اپنی جاگیر پر پُرامن طور سے رہنے دیا‘‘۔(As Cited in Apology for Mohammed by Godfrey Higgins, Lahore, page 123-124)

پس یہ مقابلہ یہ کر رہا ہے عیسائیوں اور مسلمانوں کا۔

پھر یہی گاڈفرے آگے لکھتے ہیں کہ:’’خلفائے اسلام کی تمام تر تاریخ میں انکوزیشن(Inquisition) جیسی بدنام چیز سے نصف سے بھی کم بدنام چیز ہمیں نہیں ملتی۔کوئی ایک واقعہ بھی کسی کو مذہبی اختلاف کی بنا پر جلا دینے یا کسی کو محض اس وجہ سے موت کی سزا دینے کا نہیں ہوا کہ مذہبِ اسلام کو قبول کیوں نہیں کرتا؟‘‘(ایضاً صفحہ 125-128)

یہ اُس تعلیم کا اثر تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو دی تھی۔

پھر ہسٹری آف دی سیراسان ایمپائر(History of the Saracen Empire) میں ایڈورڈ گبن(Edward Gibbon) لکھتے ہیں کہ:’’آپ(صلی اللہ علیہ وسلم) کے مذہب کی تبلیغ کے بجائے اُس کا دوام(یعنی ہمیشہ قائم رہنا) ہماری حیرت کا موجب ہے۔حضرت محمد(صلی اللہ علیہ وسلم) نے مکہ اور مدینہ میں جو خالص اور مکمل نقش جمایا وہ بارہ صدیوں کے انقلاب کے بعد بھی قرآن کے انڈین، افریقی اور ترک نو معتقدوں نے ابھی تک محفوظ رکھا ہوا ہے۔مریدانِ محمد(صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے مذہب اور عقیدت کو ایک انسان کے تصور سے باندھنے کی آزمائش اور وسوسے کے مقابل پر ڈٹے رہے۔اسلام کا سادہ اور ناقابل تبدیل اقرار یہ ہے کہ میں ایک خدا اور خدا کے رسول محمد(صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لاتا ہوں۔یعنی یہ کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔’’خدا کی یہ ذہنی تصویر بگڑ کر مسلمانوں میں کوئی قابلِ دید بُت نہیں بنی‘‘(یعنی یہ تصویر تھی خدا تعالیٰ کی جو مسلمانوں میں بت نہیں بنی)۔’’پیغمبر اسلام کے اعزازات نے انسانی صفت کے معیار کی حدود سے تجاوز نہیں کیا اور ان کے زندہ فرمودات نے ان کے پیروکاروں کے شکر اور جذبۂ احسان کو عقل اور مذہب کی حدود کے اندر رکھا ہوا ہے‘‘۔(History of the Sarasun Empire by Edward Gibbon, Alex Murray and Sons, London, 1870, page 54)

اور وہ یہ کہنا چاہتا ہے کہ اس کے مقابلے میں عیسائیوں نے بندے کو خدا بنا لیا۔

اللہ کرے کہ دنیا اس عظیم ترین انسان کے مقام کو سمجھتے ہوئے بجائے لاتعلق رہنے یا مخالفت اور استہزاء کرنے کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن میں پناہ لینے کی کوشش کرے تا کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ سکے۔دنیا کے نجات دہندہ صرف اور صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ہر حقیقت پسند منصف اور سچے غیر مسلم کا بھی یہی بیان ہو گا جیسا کہ میں نے آپ کو بہت سارے اقتباس پڑھ کر سنائے اور بے شمار اور بھی ہیں۔پہلے انبیاء کی سچائی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے ہی ثابت ہوتی ہے اور آپ کے ذریعہ سے ہی ثابت ہوتی ہے۔یہ ہے مقامِ ختمِ نبوت جس کا ہر احمدی نے دنیا میں پرچار کرنا ہے اور اس کے لئے ہر ایک کو کوشش کرنی چاہئے۔

اس ضمن میں یہ بھی بتا دوں کہ کل سے ربوہ میں ختم نبوت کانفرنس ہو رہی ہے جو آج اس وقت ختم ہو گئی ہوگی، جس میں سیاسی باتوں اور اخلاق باختہ تقریروں اور احمدیوں کو گالیاں دینے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف مغلظات بکنے کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا۔اور یہ سب کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق اور ختم نبوت کے نام پر ہو رہا ہے۔اور سمجھتے یہ ہیں کہ ہم ختم نبوت کا مقام دنیا کو بتا رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو عقل دے۔بہر حال یہ تو اُن کا فعل ہے، جیسا کہ میں نے کہا کہ احمدی کا کام یہ ہے کہ ختم نبوت کی حقیقت کو دنیا کو بتائے اور وہ اسی صورت میں ممکن ہے، جب ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام دنیا میں پہنچائیں گے۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

دو ہفتے پہلے کے 21؍ستمبر کے خطبہ میں، مَیں نے وکلاء کے بارے میں بھی ذکر کیا تھا کہ دنیا کے مسلمان وکلاء اکٹھے ہوں لیکن مسلمان تو پتہ نہیں اکٹھے ہوتے ہیں کہ نہیں، ہمارے احمدی وکلاء نے اس بارہ میں پاکستان میں بھی کچھ کام شروع کیا ہے کہ مذہبی جذبات کا خیال اور آزادیٔ رائے کی حدود کے بارے میں کیا کیا جا سکتا ہے، کس حد تک اُن کو محدود کیا جا سکتا ہے۔تو بہر حال انہوں نے اس بارے میں کچھ باتیں اکٹھی کی ہیں، کچھ پوائنٹس بنائے ہیں۔اور مختلف ملکوں کی عدالتوں کے جو فیصلے ہیں اور جو ان کے قانون ہیں، اسی طرح جو بین الاقوامی قانون ہے، اُس کو بھی سامنے رکھ کر کچھ سوال اُٹھائے ہیں، وہ یہاں بھی بھجوائے تھے جو میں نے مختلف ملکوں میں احمدی وکلاء کو بھجوائے ہیں۔کیونکہ پاکستان میں ہمارے احمدی وکیل جنہوں نے پہلے یہ توجہ دلائی تھی، انہوں نے ہی بتایا کہ دوسرے مسلمان وکلاء کے ساتھ وہاں بیٹھے ہوئے تھے تو اُن سب وکلاء نے پاکستان میں انہیں یہ کہا کہ اگر یہ کام منظم طور پر کوئی کر سکتا ہے تو جماعت احمدیہ کر سکتی ہے۔اس لئے تم لوگ اس سوال کو دنیا میں اُٹھاؤ۔بہر حال یہ مَیں نے دنیا کے مختلف احمدی وکلاء کو بھجوایا ہے کہ اس پر غور کریں اور بتائیں کہ اس میں کیا کچھ ہو سکتا ہے۔اس بارے میں ان کو چاہئے کہ جلد تر غور کریں اور جو بھی رائے بنے وہ مجھے بھجوائیں تا کہ پھر دنیا کے مختلف وکلاء کی جو رائے آئیں، اُن کا آپس میں ایکسچینج(Exchange) بھی ہو اور پھر جو رائے قائم ہو اس کے مطابق اگر کوئی عملی کارروائی کرنی ہو تو کی جاسکے۔اللہ تعالیٰ ان سب احمدی وکلاء کو بھی توفیق عطا فرمائے کہ یہ کام جلد کر سکیں۔اسی طرح احمدی سیاستدانوں کو جو مختلف ممالک میں ہیں یا سیاستدانوں کے جو قریب ہیں، اُن کو بھی اس معاملے کو احسن رنگ میں کسی فورم پر رکھنا چاہئے کہ آزادیٔ رائے کی کوئی حدود مقرر ہونی چاہئیں ورنہ دنیا پہلے سے بھی زیادہ فساد میں مبتلا ہو جائے گی۔

اسی طرح مَیں اس حوالے سے ایک دعا کی تحریک بھی کرنا چاہتا ہوں اور کرتا بھی رہتا ہوں کہ مسلم اُمّہ کے لئے آجکل بہت دعا کریں۔مسلمان سربراہوں کو اللہ تعالیٰ عقل دے کہ وہ اپنے شہریوں کے خون سے نہ کھیلیں۔شہریوں کو عقل دے کہ غلط لیڈروں کا آلہ کار بن کر ایک دوسرے کی گردنیں نہ ماریں۔مسلمان حکومتوں کو عقل دے کہ وہ غیروں کا آلہ کار بن کر ایک دوسرے پر حملہ نہ کریں۔آجکل پھر حملے ہو رہے ہیں ترکی اور شام کی آپس میں ٹھنی ہوئی ہے۔مسلمان کو مسلمان سے لڑانا اور خود ہر قسم کا فائدہ اُٹھانا، جو طاقتیں مسلمانوں کے خلاف ہیں اُن کا یہی کام ہے اور وہ اس پر آجکل عمل کرنے کی کوشش کر رہی ہیں۔یہ ایجنڈا انہوں نے سب سے پہلے رکھا ہوا ہے۔اس چیز کو مسلمان نہیں سمجھ رہے۔اللہ تعالیٰ مسلم اُمّہ کو اپنی حفاظت میں رکھے اور ان لوگوں کو عقل دے کہ یہ اس حقیقت کو سمجھیں اور اپنی ذمہ واریوں کو نبھانے والے ہوں۔

جمعہ کی نماز کے بعد میں کچھ جنازے غائب بھی پڑھاؤں گا۔ان میں سے پہلا جنازہ تو مکرم خواجہ ظہور احمد صاحب ابن خواجہ منظور احمد صاحب سرگودھا کا ہے۔یہ کوٹ مومن کے رہنے والے تھے۔ان کے پڑدادا

حاجی امیر دین صاحب کے زمانے میں ان کے خاندان میں احمدیت آئی۔ انہیں کل رات شہید کر دیا گیا ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

شہید مرحوم کا خاندان تجارت سے منسلک رہا۔ پہلے کافی لمبا عرصہ کوٹ مومن میں بھی رہے تھے، پھر یہ سرگودھا منتقل ہو گئے اور تاجر لوگ تھے۔ کل رات کو جیسا کہ مَیں نے کہا، ان کو شہید کیا گیا ہے۔ سوا نو بجے کے قریب یہ اپنے گھر سے سائیکل پر باہر کسی کام سے نکلے تو وہاں باہر گلی میں پہلے ہی موجود دو نامعلوم افراد موٹر سائیکل پر سوار کھڑے تھے۔ انہوں نے پستول سے ان پر فائر کیا جو آپ کے دائیں کان کے نیچے گردن پر لگا اور حملہ آور فرار ہو گئے۔ کسی راہ گیر نے دیکھا تو ریسکیو والوں کو فون کیا۔ اس پر آپ کو ہسپتال لے جایا جا رہا تھا کہ راستے میں وفات ہو گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم کو مذہبی مخالفت کا لمبے عرصے سے سامنا تھا۔ اپریل میں اس سال اردگرد کے مخالف دوکانداروں نے ان کے مالک دوکان سے، جس سے کرائے پر دوکان لی ہوئی تھی، کہا کہ اس کی دوکان خالی کرواؤ، لیکن مالک نے انکار کر دیا۔ پھر مختلف طریقوں سے ان کو تنگ کیا جاتا رہا۔ ان کی دوکان کے تالے میں کبھی ایلفی ڈال دیتے تھے یا سیل کر دیتے، جلوس نکالتے تو توڑ پھوڑ ہوتی تھی۔ بہرحال جو کوششیں تنگ کرنے کی ہوتی تھیں، کرتے رہے لیکن یہ بھی استقامت سے ڈٹے رہے اور اپنے کاروبار کو جاری رکھا۔ سادگی ان میں بے تحاشا تھی۔ مالی کشائش کے باوجود چھوٹے موٹے کام کرنے ہوں تو سائیکل کا استعمال کیا کرتے تھے۔ کسی بھی جماعتی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے تھے اور بڑے نیک نفس انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ ان کی اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔

دوسرا جنازہ مکرمہ صاحبزادی امۃ السمیع صاحبہ کا ہے جو حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ کی بیٹی اور مکرم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب کی بیگم تھیں۔ یہ 3/اکتوبر کو صبح دس بجے ربوہ میں وفات پا گئی ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ 1937ء میں پیدا ہوئیں اور ابتدائی تعلیم قادیان سے حاصل کی۔ پھر پاکستان آ کے میٹرک کیا۔ (یہیں آ کے میٹرک کیا ہے۔ پارٹیشن سے پہلے تو نہیں کیا ہو گا)۔ 1952ء میں آپ کا نکاح حضرت مصلح موعود نے اپنے بیٹے مکرم مرزا رفیع احمد صاحب کے ساتھ پڑھایا اور دسمبر 1953ء میں ان کا رخصتانہ عمل میں آیا۔ رخصتانے کے بارے میں (آجکل تو بڑا شور شرابا ہوتا ہے اور رسم و رواج بھی بہت زیادہ بڑھ گئے ہیں) انہوں نے اپنے بیٹے کو بتایا کہ میری شادی عجیب حالت میں ہوئی ہے کہ جلسہ سالانہ کے دن تھے۔ 28/دسمبر کو جلسہ کے آخری دن شادی ہوئی۔ جلسہ کے دنوں میں ادھر ہی ڈیوٹی لگی ہوئی تھی۔ کوئی پروگرام شادی کا نہیں تھا۔ ڈیوٹی دے کر آئیں تو ان کی امّاں نے کہا کہ صبح تمہاری شادی ہے۔ کہتی ہیں اُس وقت میرے ہاتھ کالے تھے کیونکہ جلسہ کی ڈیوٹی کی وجہ سے دیگیں دھو کر آ رہی تھیں۔ تو لڑکیوں نے مِل کے میرے ہاتھ دھوئے، سیاہی دور کی اور اگلے روز بغیر کسی مہندی وغیرہ کے شادی ہو گئی۔ 1991ء میں لندن میں آپ کا بائی پاس آپریشن ہوا تھا۔ بڑی صابر تھیں جس ڈاکٹر نے آپریشن کیا تھا اُس نے بھی آپ کے صبر کو دیکھ کر کہا کہ مَیں نے اس وقت اپنا Best Patient دیکھا ہے۔ اس کا تمہیں ایوارڈ دیتا ہوں کہ اتنا صبر مَیں نے کسی Patient میں نہیں دیکھا۔ اس سے پہلے ان کو کینسر بھی ہوا تھا۔ ہر بیماری کو بڑے صبر اور ہمت اور حوصلے سے انہوں نے برداشت کیا۔ جلسہ سالانہ میں مہمانوں کی خاص طور پر بہت خدمت کیا کرتی تھیں۔ مہمانوں سے ان کا گھر بھرا رہتا تھا۔ باوجود مہمانوں کے جلسہ کی ڈیوٹیاں باقاعدہ دیتی رہیں۔ پھر ان کا ملازموں سے بڑا حسنِ سلوک تھا، کبھی کسی کو نہیں ڈانٹا۔ ان کے بچے کہتے ہیں کہ صدقہ و خیرات میں بھی ہمیں پتہ نہیں لگتا تھا، بڑی خاموشی سے دیا کرتی تھیں۔ چھوٹے سائز کا قرآن شریف تھا روزانہ جب موقع ملتا تھا اُس کو پڑھتی رہتی تھیں۔ بچے کہتے ہیں کہ وہ قرآن شریف ہم نے ان کے ہاتھ میں چالیس سال سے دیکھا ہے۔ خلافت کے ساتھ بھی بڑا وفا کا اور اخلاص کا تعلق تھا اور بچوں کو نصیحت کی کہ اسی میں خیر و برکت ہے، اس کو جاری رکھنا۔ اللہ تعالیٰ درجات بلند فرمائے اور ان کے بچوں کو ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

تیسرا جنازہ مکرم چوہدری خالد احمد صاحب کا ہے جو چوہدری محمد شریف صاحب ساہیوال کے بیٹے تھے۔ 20/ستمبر 2012ء کو جرمنی میں ایک حادثے کے نتیجے میں چند دن قومہ میں رہے اور یکم اکتوبر کو اناسی سال کی عمر میں ان کی وفات ہو گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ 13/اکتوبر 1933ء کو تلونڈی عنایت خان تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ میں یہ پیدا ہوئے۔ آپ کے والد چوہدری محمد شریف صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ آپ کے والد تقریباً چالیس سال جماعت احمدیہ ساہیوال اور ضلع ساہیوال کے امیر جماعت بھی رہے۔ ان کے دادا حضرت نواب محمد دین صاحب تھے جنہوں نے ربوہ کی زمین کے حصول کے لئے کافی خدمات سرانجام دیں۔ آپ چوہدری شاہنواز صاحب اور مجیدہ شاہنواز صاحبہ کے داماد تھے جن کو یہاں یوکے میں بھی بہت لوگ جانتے ہیں۔ آجکل حلقہ ڈیفنس کراچی کے نائب صدر تھے، دس سال سے نائب صدر تھے۔ مرکزی قضاء بورڈ ربوہ کے بھی ممبر رہے ہیں۔ اسی طرح فضل عمر فاؤنڈیشن کے ڈائریکٹر بھی تھے۔ قضاء بورڈ میں بھی رہے۔ مَیں بھی قضاء میں کچھ عرصہ قاضی رہا ہوں تو اُس وقت یہ میرے ساتھ بھی کام کرتے رہے ہیں۔ اللہ کے فضل سے بڑے صائب الرائے تھے۔ مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے تھے۔ خلافت کے ساتھ بڑا اخلاص و وفا کا تعلق تھا۔ ہمیشہ جلسہ پر یہاں آتے تھے۔ باوجود متموّل ہونے کے سادہ مزاج اور ملنسار اور غریب پرور انسان تھے بلکہ ان کے بارے میں کسی نے مجھے ذاتی طور پر بتایا کہ بڑا عرصہ ہو گیا کہ ان کا اپنا ایک بنگالی ملازم تھا۔ اُس کو انہوں نے کہیں ذرا تھوڑا سا سخت کہہ دیا یا اونچی آواز میں بولے تو شام کو جب گھر آئے تو ان کی بیوی نے کہا کہ ہمارا بنگالی نوکر بڑا افسردہ تھا کہ صاحب نے مجھے ڈانٹا ہے۔ تو بیوی کو کہنے لگے کہ او ہو مَیں نے تو ایسی بات نہیں کی تھی لیکن پھر بھی میں ابھی اُس سے معافی مانگ لیتا ہوں۔ اتنی سادگی تھی ان میں۔ سندھ میں زمینوں پر غیر قوموں کا، ہندوؤں کا یہ بڑا خیال رکھتے تھے۔ ان کی وفات کا سن کے سب نے کہا ہے کہ ہم تدفین کے لئے ربوہ بھی جائیں گے۔ وہاں زمیندارہ میں لیبر عورتیں کام کرتی ہیں۔ دیہاتوں میں مرچوں کی یا کپاس وغیرہ کی چنائی ہوتی ہے، تو ہمیشہ یہ کہا کرتے تھے کہ اُن کی مزدوری جو ہے وہ ان کے خاوندوں کو، مَردوں کو نہ دیا کرو۔ کیونکہ وہ عورتوں کو نہیں دیتے، بلکہ عورتوں کے ہاتھ میں مزدوری دیا کرو۔ مینیجر نے مجھے لکھا کہ ان کو ہماری بڑی فکر تھی۔ سندھ کے حالات بھی ایسے تھے۔ اگر ہم کسی کام کے لئے گئے ہیں تو جب تک گھر نہ پہنچ جائیں، بار بار فکر سے فون کر کے پوچھتے رہتے تھے۔ ان کو اپنے عملہ کا بڑا خیال تھا۔ نہایت عاجز اور نفیس انسان تھے۔ بیواؤں اور یتیموں کا وظیفہ مقرر کیا ہوا تھا۔ لیکن عزتِ نفس کا خیال بھی رکھتے تھے بڑی خاموشی سے امداد کیا کرتے تھے۔ اپنوں، غیروں ہر ایک کے ساتھ نیک سلوک تھا۔ ان کی اہلیہ اور دو بیٹے اور ایک بیٹی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور ان کے لواحقین کو بھی، بچوں کو بھی ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جیسا کہ مَیں نے کہا نماز کے بعد انشاء اللہ یہ سارے جنازے ادا کئے جائیں گے۔ ❀❀❀

حدیث شریف

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ وَاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرًا (صحیح مُسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اُس پر دس بار درود بھیجے گا۔

اِنسانی کمالات کا اپنی زندگی کے ذریعہ سے نمونہ دکھلانے والے صرف آنحضرت ہیں۔

”مجھے بتایا گیا ہے کہ تمام دینوں میں سے دین اسلام ہی سچا ہے۔ مجھے فرمایا گیا ہے کہ تمام ہدایتوں میں سے صرف قرآنی ہدایت ہی صحت کے کامل درجہ پر اور انسانی ملاوٹوں سے پاک ہے۔ مجھے سمجھایا گیا ہے کہ تمام رسولوں میں سے کامل تعلیم دینے والا اور اعلیٰ درجہ کی پاک اور پُر حکمت تعلیم دینے والا اور انسانی کمالات کا اپنی زندگی کے ذریعہ سے اعلیٰ نمونہ دکھلانے والا صرف حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں“۔

(اربعین نمبر ا۔ صفحہ ۳)

درود شریف کے التزام کی تاکید شرائط بیعت میں۔

(شرط) سوم یہ کہ بلا ناغہ پنج وقتہ نماز موافق حکم خُدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا اور حتّی الوسع نمازِ تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا اور دِلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اُس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائے گا۔ (اشتہار ۱۲/جنوری ۱۸۸۹ء)

النبی الخاتم ﷺ

چوہدری شبیر احمد صاحب مرحوم

اوّل و آخر سرورِ عالم | ذاتِ محمدؐ نورِ مجسم ﷺ
ظلّ الٰہی ہادیٔ کامل | رحمت یزداں سیّدِ آدم ﷺ
ساقیٔ کوثر داورِ محشر | خلقِ خدا کا محسنِ اعظم ﷺ
بستی بستی صحرا صحرا | لہرایا توحید کا پرچم ﷺ
حسن و ادا میں ماہِ منوّر | عِلم و عمل میں رہبر عالم ﷺ
فقر پہ نازاں بہرِ غریباں | شان میں لیکن فخرِ دوعالم ﷺ
صدق و صفا میں چشمۂ اصفیٰ | جُود و سخا میں قلزم قلزم ﷺ
بہرِ خلائق اُسوۂ کامل | قُربِ خدا میں ارفع و اکرم ﷺ

فیض نبوت آپؐ سے جاری
آپ ہی نبیوں کے ہیں خاتم ﷺ

جلسہ سالانہ کی برکات

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:۔

’’دنیا میں بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جو ترقی کے شروع ہونے پر سُست ہوجاتے ہیں اور سمجھتے ہیں اب جماعت بہت ہوگئی۔ ایسے لوگوں کو میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ ہر وہ شخص جس کیلئے جلسہ سالانہ کے موقع پر قادیان پہنچنا ممکن ہے اگر یہاں آنے میں کوتاہی کرتا ہے تو اس کا لازمی اثر اس کے ہمسایوں اور اس کی اولاد پر پڑے گا۔ میں نے دیکھا ہے جو دوست سال بھر میں ایک دفعہ بھی جلسہ سالانہ کے موقع پر قادیان آجاتے ہیں اور اپنے اہل وعیال کو ہمراہ لاتے ہیں ان کی اولادوں میں احمدیت قائم رہتی ہے اور گوان بچوں کو احمدیت کی تعلیم سے ابھی واقفیت نہیں ہوتی مگر وہ اپنے والدین سے یہ ضرور کہتے رہتے ہیں کہ ابا! ہمیں قادیان کی سیر کیلئے لے چلو۔ اس طرح بچپن میں ہی ان کے قلوب میں احمدیت گھر کرنا شروع کر دیتی ہے اور آخر بڑے ہوکر وہ اپنی احمدیت کا شاندار نمونہ پیش کرنے پر قادر ہوجاتے ہیں۔

پھر بچوں کے ذہن کے لحاظ سے بھی جلسہ سالانہ کا اجتماع ان پر بڑا اثر کرتا ہے۔ بچہ ہمیشہ غیر معمولی چیزوں اور ہجوم سے متأثر ہوتا ہے۔ پس جلسہ سالانہ پر آکر وہ نہ صرف ایک مذہبی مظاہرہ دیکھتا ہے بلکہ اپنی طبیعت کی جِدت پسندی کے لحاظ سے بھی تسلی پاتا ہے اور یہ اجتماع اس کیلئے ایک دلچسپ اور یاد رکھنے والا نظارہ بن جاتا ہے۔ غرض جو باپ جلسہ پر آتے ہیں وہ اپنی اولاد کے دل میں بھی یہاں آنے کی تحریک پیدا کردیتے ہیں اور کبھی نہ کبھی ان کے بچے کا اصرار بچے کو جلسہ پر لانے کا محرک ہوجاتا ہے۔ جس کے بعد دوسرا قدم وہ اُٹھتا ہے جس کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے۔ پس ان ایام میں قادیان آنا کسی ایسے بہانے یا عذر کی وجہ سے ترک کردینا جسے توڑا جاسکتا ہو یا جس کا علاج کیا جاسکتا ہو، صرف ایک حکم کی نافرمانی ہی نہیں بلکہ اپنی اولاد پر بھی ظلم ہے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ ہماری جماعت میں ابھی مالدار لوگ داخل نہیں اور ایک جگہ سے دوسری جگہ جلدی سے جانے کیلئے جو وسائلِ سفر ہیں وہ اتنا خرچ چاہتے ہیں کہ بیرونی ممالک کے احمدیوں کیلئے ان ایام میں قادیان پہنچنا مشکل ہے۔ لیکن اگر کسی زمانہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے بڑے مالدار ہماری جماعت میں شامل ہوجائیں یا سفر کے جو اخراجات ہیں ان میں بہت کچھ کمی ہوجائے اور ہر قسم کی سہولت لوگوں کو میسر آجائے تو دنیا کے ہر گوشہ سے لوگ اس موقع پر آئیں گے۔

اگر کسی وقت امریکہ میں ہماری جماعت کے مالدار لوگ ہوں اور وہ آمد و رفت کیلئے روپیہ خرچ کرسکیں تو حج کے علاوہ ان کیلئے یہ امر بھی ضروری ہوگا کہ وہ اپنی عمر میں ایک دو دفعہ قادیان بھی جلسہ سالانہ کے موقع پر آئیں۔ کیونکہ یہاں علمی برکات میسر آتی ہیں اور مرکز کے فیوض سے لوگ بہرہ ور ہوتے ہیں اور میں تو یقین رکھتا ہوں کہ ایک دن آنے والا ہے جبکہ دور دراز ممالک کے لوگ یہاں آئیں گے۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک رؤیا ہے جس میں آپ نے دیکھا کہ آپ ہوا میں تیر رہے ہیں اور فرماتے ہیں ’’عیسیٰ تو پانی پر چلتے تھے اور میں ہوا پر تیر رہا ہوں اور میرے خدا کا فضل ان سے بڑھ کر مجھ پر ہے‘‘۔ اس رؤیا کے ماتحت میں سمجھتا ہوں وہ زمانہ آنے والا ہے کہ جس طرح قادیان کے جلسہ پر کبھی یکّے سڑکوں کو گھسا دیتے تھے اور پھر موٹریں چل چل کر سڑکوں میں گڑھے ڈال دیتی تھیں اور اب ریل سواریوں کو کھینچ کھینچ کر قادیان لاتی ہے، اِسی طرح کسی زمانہ میں جلسہ کے ایام میں تھوڑے تھوڑے وقفہ پر یہ خبریں بھی ملا کریں گی کہ ابھی ابھی فلاں مُلک سے اتنے ہوائی جہاز آئے ہیں۔ یہ باتیں دنیا کی نظروں میں عجیب ہیں مگر خدا تعالیٰ کی نظر میں عجیب نہیں‘‘۔

(خطبات محمود جلد 18 صفحہ 616-617)

مہمان نوازی

☆ حضرت عقبہ بن عامرؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: نجات اور بچاؤ کی بہترین راہ کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: اپنی زبان کو روک کر رکھو۔ اپنا گھر مہمانوں کے لئے کھلا رکھو۔ اور اپنی غلطیوں پر نادم ہوکر خدا کے حضور رویا کرو۔ (ترمذی ابواب الزھد)

☆ حضرت انسؓ بن مالک بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بھلائی (خیر و برکت) اس گھر میں جلدی آئے گی جس میں مہمان آتے رہتے ہیں۔ (ابن ماجہ کتاب الاطعمہ)

☆ حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مسلمان کسی مسلمان کی پیاس پانی کے ایک گھونٹ سے بجھائے قیامت کے دن اللہ اسے الرحیق المختوم سے پلائے گا۔ جو مسلمان کسی مسلمان کو بھوک کی حالت میں کھانا کھلائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے جنت کے پھل کھلائے گا۔ اور جو مسلمان کسی مسلمان کو برہنگی کی حالت میں کپڑے پہنائے گا اللہ تعالیٰ اسے جنت کے سبز لباس پہنائے گا۔

(مسند احمد بن حنبل مسند ابی سعید خدری)

احمدی مردوں کی ذمہ داریاں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:۔

’’مردوں سے مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ عورتوں کو پردے کی تعلیم اس لئے نہیں ہے کہ وہ مردوں کی غلام بنائی جائیں۔ خدا تعالیٰ نے عورتوں کو اپنی عصمت کی حفاظت کی تلقین اس لئے نہیں فرمائی کہ وہ مردوں کی باندیاں بنا دی جائیں۔ حقیقت یہ ہے کہ مرد اور عورت کے حقوق خدا کی نظر میں برابر ہیں مگر چونکہ ان کی خلقت میں کچھ فرق ہے اور ان کی تخلیق کے تقاضے کچھ مختلف ہیں اس لئے بعض ذمہ داریاں ان مختلف تقاضوں کے پیش نظر بدل جاتی ہیں اور تعلیمات کے کچھ حصے بھی اسی فرق کے پیش نظر مختلف ہوجاتے ہیں لیکن جہاں تک حقوق کا تعلق ہے مرد اور عورت کے حقوق میں ایک ذرہ بھی فرق نہیں ہے......لاہور میں مستورات کی ایک مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی جس میں انہیں موقع دیا گیا کہ وہ عورتوں سے متعلق مسائل وغیرہ پوچھیں۔ ایک خاتون نے سوال کیا کہ کیا عورتیں مردوں کی جوتیوں کے طور پر پیدا کی گئی ہیں؟ اس خاتون کے سوال میں بڑا درد تھا۔ مجھے بہت تکلیف پہنچی کہ جو اس نے نہیں کہا وہ بھی اس سوال کے پس منظر سے ظاہر تھا۔ اس کو میں نے کہا کہ مرد عورتوں کی جوتیوں کے نیچے ہیں اس معنی میں کہ اللہ تعالیٰ نے ماں کے قدموں تلے جنت رکھ دی ہے۔ اس لئے تم نے جو سمجھا غلط سمجھا۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ تم ایسا کیوں کہہ رہی ہو؟ دنیا میں کچھ ایسے بد بخت بھی ہوتے ہیں جو ماؤں کے قدموں سے جنت کی بجائے جہنم لیتے ہیں اور بجائے اس کے کہ عورت کے حقوق کا خیال رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کریں وہ نہ صرف یہ کہ خود ظالم بنتے ہیں بلکہ دنیا کے سامنے اسلام کو بھی ایک ظالم مذہب کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ ان بد مثالوں نے اس کثرت کے ساتھ اسلام کی بدنامی کے سامان مہیا کئے ہیں کہ باہر کی دنیا یہ سمجھتی ہے کہ اسلامی تہذیب محض مرد کی خدائی اور حکمرانی کا نام ہے اور اسلامی تہذیب نام ہے عورت کو انتہائی ذلت کے ساتھ زندگی پر مجبور کرنے کا۔......یہ تصور آخر اہل مغرب کے دل میں کیوں پیدا ہوا؟ یہ درست ہے کہ بہت حد تک اسلام کے تاریک زمانوں کی تاریخ اس تصور کو پیدا کرنے کی ذمہ دار ہے لیکن وہ تاریک زمانے تو چلے گئے۔ اب تو روشنی کا دور آگیا۔ اب تو اسلام کی از سر نو عظمتوں کی خاطر، اسکی بلندی کی خاطر اور اس کی رفعتوں کی خاطر احمدیت کا سورج طلوع ہوا ہے۔ پس مذہبی نقطۂ نگاہ سے بھی اندھیروں کے دور ختم ہوئے اور دنیا کے نقطۂ نگاہ سے بھی زمانہ ایسے دور میں داخل ہوچکا ہے کہ اس قسم کے خیالات قصۂ پارینہ بن رہے ہیں اور ہر جگہ عورت بیدار ہو رہی ہے اور اپنے حقوق کا مطالبہ کر رہی ہے۔ پس اس دور میں بھی اگر ظلم و تشدد کی ایسی مثالیں نظر آئیں تو وہ لوگ بہت ہی بدقسمت ہوں گے جن کی وجہ سے آج جب کہ اسلام کے چہرے سے داغ دور کرنے کا وقت ہے کچھ لوگ نئے داغ اسلام کے چہرے پر لگا رہے ہیں۔......ہم نے تو تمام دنیا کے سامنے اسلام کے اعلیٰ معاشرے کے نمونے پیش کرنے ہیں۔ ہم تعلیم کے میدان میں خواہ کتنی بھی ترقی کر جائیں، اسلام کے احکامات کے فلسفے سے متعلق کتنی ہی دلنشین تقریریں کیوں نہ کریں، جب تک ہمارے قول کی تائید میں ہمارا عمل ایک نمونہ پیش نہ کر رہا ہو دنیا پر ان باتوں کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ ......لیکن جہاں تک اسلامی معاشرے میں عورت کے مقام کا تعلق ہے، امر واقعہ یہ ہے کہ جب تک غیر معمولی طور پر پاکیزہ اور خوش حال اور جنت نشان سوسائٹی ہم پیدا نہیں کرتے اس وقت تک دنیا کی قومیں اس تعلیم کی طرف توجہ نہیں کریں گی۔ دنیا کی عورت کو یہ محسوس ہونا چاہئے کہ احمدی عورت زیادہ خوش ہے اور زیادہ مطمئن ہے، اس کے گھر میں جنت ہے، اس کے پاؤں تلے جنت ہے، آئندہ نسلوں کو بھی وہ جنت کا پیغام دے رہی ہے اور موجودہ نسل کو بھی جنت کی طرف بلا رہی ہے۔ پاؤں تلے جنت ہونے کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ آئندہ نسلوں کے لئے وہ ایسی جنت کا سامان چھوڑ رہی ہے کہ ان کی پاکیزہ نسلوں کو دیکھ کر لوگ ان ماؤں پر سلام بھیجیں گے اور ان کے لئے رحمت کی دعا کریں گے کہ بڑی ہی خوش قسمت مائیں تھیں جنھوں نے ایسے بچے پیدا کئے۔ پس اس نقطہ نگاہ سے مرد پر جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں وہ لازماً مرد کو ادا کرنی چاہئیں۔......جو مرد بنیادی انسانی حقوق ادا نہیں کرسکتا اور جس میں رحمت اور شفقت نہیں ہے وہ اسلام کی طرف منسوب ہونے کا اہل ہی نہیں ہے۔...... ایسا شخص تو انسان کہلانے کا بھی مستحق نہیں ہے کجا یہ کہ وہ اسلام کی طرف منسوب ہو اور اسلام بھی وہ جو آج احمدیت کی شکل میں دنیا کے سامنے نمودار ہوا ہے جس پر ابھی لمبا زمانہ نہیں گزرا۔......جس اسلام کو جماعت احمدیہ پیش کرے گی لازماً اس کے نیک نمونے ساتھ لے کر چلے گی ورنہ ہمیں فتح نصیب نہیں ہوگی۔ ان بد نمونوں کو اپنے پہلو میں سمیٹ کر چلنے کی ہم میں طاقت نہیں‘‘۔

(ماخوذ از: خطبہ جمعہ 21 رجنوری 1983ء)

خصوصی درخواست دعا

احباب جماعت سے پاکستان میں جملہ اسیران راہ مولا کی جلد از جلد باعزت رہائی نیز مختلف جھوٹے مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کے لئے دردمندانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ہمارے ان بھائیوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھے اور ہر شر سے بچائے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔

رشتوں کے انتخاب میں
دینی پہلو کو ترجیح دینے کے دلچسپ واقعات

نصیر احمد قمر۔ ایڈیٹر الفضل انٹرنیشنل، لندن

آج کل اکثر سننے میں آتا ہے کہ لوگ اپنے بچوں اور بچیوں کے رشتوں کے بارہ میں پریشان ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اچھا رشتہ ملنا مشکل ہے۔ اس قسم کا اظہار لڑکے کے والدین کی طرف سے بھی ہوتا ہے اور لڑکیوں کے والدین کی طرف سے بھی۔ حالانکہ اگر فریقین یعنی لڑکا اور لڑکی اور ہر دو کے والدین اپنی اپنی جگہ نیکی اور تقویٰ اور توکل اور دعاؤں سے کام لیں اور نظام جماعت سے اور خلافت سے اپنے تعلق کو اخلاص اور وفاداری پر مستحکم کریں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ مراحل نہایت خوش اسلوبی سے طے ہو جاتے ہیں۔ لیکن جب کوئی ایک فرد یا فریق تقویٰ اور قول سدید سے ہٹتے ہیں اور کوئی ایک یا دونوں فریق ہی رشتوں کے انتخاب میں عَلَیۡکَ بِذَاتِ الدِّیۡن یعنی دینداری کو ترجیح دینے کی رسول اللہ ﷺ کی اس بنیادی ہدایت کو نظر انداز کرتے ہیں تو اس کے نتیجہ میں مشکلات پیش آتی ہیں۔

مکرم مولانا چوہدری رشید الدین صاحب سابق مبلغ مغربی افریقہ (حال کینیڈا) نے اپنے والد محترم چوہدری جلال الدین صاحب مرحوم کے متعلق ایک کتاب ''میرے والد'' کے نام سے لکھی ہے جس میں انہوں نے اپنے والد صاحب کی بہت سی خوبیوں اور صفات حسنہ کا سادہ، دلنشین اور عمدہ پیرایہ میں واقعاتی انداز میں ذکر کیا ہے۔ جن سے مکرم چوہدری جلال الدین صاحب کے ایمان باللہ، اخلاص فی الدین، توکل علی اللہ، غرباء پروری، خلافت اور نظام جماعت اور سلسلہ کی محبت وغیرہ بہت سے خصائل حمیدہ پر روشنی پڑتی ہے اور بے اختیار ان کے لئے دل سے دعا نکلتی ہے۔ خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را۔

مکرم جلال الدین صاحب کے گیارہ بچے تھے اور آپ نے ان گیارہ بچوں کے رشتے طے کئے اور رشتوں کے انتخاب میں ہمیشہ رسول اللہ ﷺ کی اس ہدایت کو پیش نظر رکھا۔ مکرم چوہدری صاحب دین سے وابستگی کے پہلوؤں کو کس طرح جانچتے تھے۔ اس سلسلہ میں مکرم چوہدری رشید الدین صاحب کی کتاب ''میرے والد'' سے چند اقتباس ہدیۂ قارئین ہیں۔

دین اور سلسلہ احمدیہ سے وابستگی کا ایک ثبوت مرکزی اخبار کا گھر میں آنا

آپ لکھتے ہیں کہ:

''بچوں کی تعلیم و تربیت کے ساتھ ہی ان کی بروقت شادی کا محترم والد صاحب کو بہت خیال رہتا تھا۔ اپنے بچوں کے علاوہ بحیثیت صدر جماعت کے بچوں کی طرف بھی پوری توجہ دیتے اور جہاں ضرورت ہوتی تحریک کرتے اور رشتے طے کرنے میں مدد دیتے۔ اس سلسلہ میں دعاؤں میں لگ جانے کی تلقین کرتے۔ فرماتے کہ اگر انسان بروقت رشتہ طے کرنے کی پختہ نیت کر لے اور دعاؤں سے کام لے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ کامیاب ہو جاتا ہے۔ اس بارہ میں وہ اپنی مثال پیش کرتے۔ انہوں نے اپنے گیارہ بچوں کے رشتے طے کئے اور فرماتے کہ کسی ایک کے لئے بھی مجھے مشکل پیش نہیں آئی۔ بفضل خدا سب کے لئے پیغام گھر میں ہی آئے۔ خود کہیں جانے اور تلاش کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ جبکہ مَیں نہ مالدار آدمی تھا اور نہ ہی بڑا زمیندار۔ نبی کریم ﷺ کے ارشاد کے مطابق رشتہ طے کرتے وقت دینی پہلو کو ترجیح دیتے۔

ہمارے بہنوئی چوہدری محمد اعظم صاحب (سابق ایم پی اے) سمبڑیال کی طرف سے جب پیغام آیا تو ان کی دعوت پر محترم والد صاحب ان کے گاؤں چک 121 شمالی ضلع سرگودھا گئے۔ (ان دنوں ان کی رہائش وہاں تھی)۔ فرماتے تھے کہ جب مَیں نے دیکھا کہ روزنامہ **الفضل ان کے نام آرہا ہے تو مَیں نے دل میں فیصلہ کر لیا کہ یہ رشتہ ضرور کرنا ہے کیونکہ یہ دین اور سلسلہ احمدیہ سے لگاؤ کا ایک واضح ثبوت تھا''۔**

مکرم چوہدری صاحب مرحوم کا دین اور سلسلہ احمدیہ سے لگاؤ اور محبت کو جانچنے کا یہ معیار بہت ہی پُر لطف حقیقت افروز اور بہت سے احباب کے لئے مشعل راہ ہے۔

خاکسار (نصیر احمد قمر) عرض کرتا ہے کہ مکرم چوہدری محمد اعظم صاحب ان دنوں انگلستان میں مقیم ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے الفضل انٹرنیشنل کے خریدار ہیں اور بڑی دلچسپی اور باقاعدگی سے اس کا مطالعہ کرتے ہیں اور الفضل کے مندرجات کو سراہتے اور بہت دعائیں دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی نسلوں میں بھی یہ فیض جاری رکھے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے الفضل کو ایک روحانی نہر قرار دیا تھا۔ ہمیں امید ہے کہ احباب الفضل اور دیگر مرکزی جماعتی اخبارات و رسائل کی خریداری اور ان کے مطالعہ کے ذریعہ اپنے اور اپنے اہل خانہ کے ایمان اور اخلاص کو بڑھانے اور مزید چمکانے کی سعی کریں گے۔ کیونکہ ان کے ذریعہ ہمیں قرآن مجید واحادیث نبویہ کی حقیقی تفسیر و تشریح اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات و فرمودات کے علاوہ خلیفۂ وقت کے تازہ بتازہ ارشادات و ہدایات اور آپ کے زیر ہدایت و نگرانی دنیا بھر میں اشاعت اسلام اور خدمت بنی نوع انسان کے مختلف کاموں اور اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے بہت سے نشانات سے آگاہی ہوتی رہتی ہے۔ اسی طرح بہت سے امور پر علمی رہنمائی کے علاوہ بزرگوں کے ایسے واقعات شائع ہوتے ہیں جن کو پڑھ کر ایمان میں تازگی نصیب ہوتی ہے۔ اور دلوں میں پاک تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں۔

وقف زندگی۔ دینی وابستگی کی ایک علامت

مکرم مولانا چوہدری رشید الدین صاحب ایسے ہی بعض اور نہایت دلچسپ، مفید اور ایمان افروز واقعات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''مکرم چوہدری عبد المالک صاحب (سابق مربی سلسلہ انڈونیشیا) کی طرف سے پیغام آنے پر ہمارے گھر میں اختلاف رائے پیدا ہوا۔ محترم والد صاحب کے نزدیک تو یہی بات کافی تھی کہ لڑکا مربی سلسلہ ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک صحابی پیغام لے کر آئے ہیں۔ پیغام لانے والے بزرگ چوہدری عبد المالک صاحب کے پھوپھا لگتے تھے۔ ہماری والدہ محترمہ کو اس رشتہ کے سلسلہ میں انقباض تھا۔ والد صاحب کی خواہش تھی کہ سب کی رضامندی سے بات طے ہو۔ مجھے یاد ہے مکرم چوہدری غلام حسین صاحب کئی بار تشریف لائے۔ آخر والد صاحب نے والدہ صاحبہ اور دیگر افراد کو قائل کر ہی لیا کہ دینی پہلو کو ہی ترجیح ملنی چاہئے۔''

چندہ جات کی ادائیگی۔ دین سے وابستگی کا ایک اور معیار

مکرم چوہدری رشید الدین صاحب مزید لکھتے ہیں:

''ہماری ایک ہمشیرہ کے سسرال کی یہ بات محترم والد صاحب کو پسند آگئی کہ ان کے گھر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا جاری فرمودہ دس سال چندہ تحریک جدید کی باقاعدہ ادائیگی کا سرٹیفکیٹ فریم میں لگا مینٹل پیس پر پڑا تھا''۔

خلفاء کرام کی تحریکات پر لبیک کہنے کی سعادت پانا اور چندہ جات کو باقاعدہ باشرح ادا کرنا بھی سلسلہ سے محبت اور دینی لگاؤ کا ایک خوبصورت معیار ہے جس کو آپ نے اپنے بچوں کے رشتوں کے وقت سامنے رکھا۔ اور بلاشبہ یہ نمونہ سب مومنین خلافت کے لئے قابل تقلید ہے۔

رشتہ ناطہ کے سلسلہ میں نظام جماعت اور جماعتی ہدایات کی پابندی

پھر چوہدری رشید الدین صاحب لکھتے ہیں:

''رشتہ کے بارہ میں محترم والد صاحب جماعتی ہدایات کی پوری پابندی کرتے تھے۔ چونکہ والد صاحب ابتداءً اکیلے ہی احمدی ہوئے تھے۔ سارے رشتہ دار غیر احمدی تھے۔ اس لئے ان غیر از جماعت رشتہ داروں کی طرف سے بھی ہماری ہمشیرگان کے لئے پیغام آئے۔ دنیاوی لحاظ سے ان رشتوں میں سے کئی بڑے اچھے رشتے تھے لیکن والد صاحب نے کبھی ان کی طرف توجہ نہ دی اور فوراً انکار کر دیتے۔

1942-43ء کی بات ہے ہمارے غیر از جماعت قریبی رشتہ داروں میں سے ایک نوجوان اپنی تعلیم اور لیاقت کی وجہ سے جلد ترقی کر کے بڑے پولیس افسر بن گئے۔ اس زمانہ میں یہ ایک بڑی بات تھی۔ دہلی میں وہ تعینات تھے۔ ہمارے دادا صاحب محترم کو یہ خاندان بہت محبوب تھا۔ وہ ضلع سیالکوٹ کے ایک معروف زمیندار تھے۔ یہ صاحب خود اور ان کے بزرگ بہت کچھ تحائف وغیرہ لے کر ہمارے گاؤں (چک نمبر 37 جنوبی سرگودھا) آگئے۔ اور ہماری بڑی ہمشیرہ کا رشتہ طلب کیا۔ وہ دو تین دن ٹھہرے۔ بہت اصرار کیا اور لڑکے کے احمدی ہو جانے کا عندیہ بھی ظاہر کیا۔ محترم دادا صاحب اور دوسرے رشتہ داروں نے بھی بہت زور مارا لیکن والد صاحب محترم نہ مانے اور کہا کہ رشتہ کے لئے احمدی ہونا کوئی دین نہیں۔ مجھ سے یہ توقع نہ رکھیں کہ مَیں جماعتی ہدایت کی ذرہ بھر بھی خلاف ورزی کروں گا۔ یہ وقت والد صاحب کے لئے بڑی آزمائش کا وقت تھا۔ عام معاملات میں وہ اپنے والد صاحب کی پوری اطاعت کرتے تھے۔ یوں بھی ہمارے دادا صاحب بڑی رعب دار شخصیت کے مالک تھے۔ گاؤں بلکہ علاقہ کے لوگ ان سے ڈرتے تھے۔ لیکن اس دینی معاملہ میں ان کے رعب، دبدبہ اور احترام کے باوجود مکرم والد صاحب اپنے مسلک پر پوری مضبوطی سے قائم رہے اور کسی رشتہ دار کی ناراضگی کی پروانہ کی''۔

(کتاب ''میرے والد''۔ مصنفہ چوہدری رشید الدین صاحب صفحہ 58 تا 60)

(بحوالہ اخبار الفضل انٹرنیشنل ۱۲ مارچ ۲۰۱۰)

اخبار بدر کا چندہ

جملہ احباب جماعت جن کے نام بدر جاتا ہے ان سے گزارش ہے کہ بدر کا اپنا سالانہ چندہ نمائندہ بدر یا سیکرٹری مال کو ادا کریں یا براہ راست امانت نگران بورڈ بدر میں جمع کر کے ممنون فرماویں۔ اور چندہ بدر ادا کرنے کے بعد دفتر مینجر بدر کو اطلاع کرنا بھی ضروری ہے۔ تا آپ کے کھاتہ میں رقم کا اندراج کیا جا سکے۔ جزاکم اللہ۔

(مینجر ہفت روزہ بدر قادیان)

کیا آپ نے اس ماہ اصلاحی کمیٹی کا اجلاس منعقد کر کے اس کی رپورٹ دفتر اصلاح و ارشاد میں بھجوادی ہے

(نظارت اصلاح و ارشاد قادیان)

ملکہ برطانیہ الزبتھ ثانی کی ڈائمنڈ جوبلی
اور ساٹھ سالہ دورِ حکومت کی چند جھلکیاں

امۃ الباسط ایاز-لندن

برطانیہ کیلئے سال 2012 خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔اس کی ایک وجہ تو اولمپک کھیلیں ہیں جن کا آغاز یہاں 27 جولائی کو ہوا۔ان میں دنیا کا شاید ہی کوئی ملک ہو جو شامل نہ ہوا ہو۔کروڑوں لوگ دنیا کے کونے کونے سے ان کھیلوں میں شامل ہونے یا دیکھنے کیلئے لندن آئے۔لیکن اس سال کی جو تاریخی اہمیت ہے وہ یہ ہے کہ اس سال ملکہ الزبتھ کے دورِ حکومت کے ساٹھ سال پورے ہوئے ہیں اور یہ سال ملکہ کی ڈائمنڈ جوبلی کا سال ہے۔

ملکہ کا پورا نام الزبتھ الیگزنڈرا میری ہے اور یہ 21 اپریل بروز بدھ صبح 2:40 پر اپنے دادا دادی کے گھر 17 بروٹن سٹریٹ مے فیر لندن میں پیدا ہوئی تھیں۔یہ کنگ جارج ششم جن کا نام برٹی Bertie تھا، کی سب سے بڑی بیٹی ہیں۔کنگ جارج پنجم کی وفات کے بعد ایڈورڈ ہشتم جن کا نام ڈیوڈ تھا، تاج کے وارث بنے لیکن وہ اپنے اس حق سے بہت جلد سبکدوش ہو گئے اور اس طرح تاج کنگ جارج ششم کے حصہ میں آ گیا اور ان کی سب سے بڑی بیٹی الزبتھ اس کی وارث بن گئیں۔اس طرح والد کی وفات کے بعد 6 فروری 1952ء کو الزبتھ نے تاج سنبھالا اور ان کا دورِ حکومت شروع ہوا جو جاری وساری ہے اور اس پر اس سال 60 سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ملکہ الزبتھ برطانیہ کی ملکہ ہونے کے علاوہ کامن ویلتھ یعنی دولت مشترکہ کی سربراہ بھی ہیں۔یہ بات بھی دلچسپ ہے کہ دوسری عالمی جنگ کے دوران ملکہ الزبتھ ایک ذیلی ادارے کے ساتھ منسلک تھیں اور ان کی ذمہ داری ٹرانسپورٹ کی گاڑیوں کی دیکھ بھال تھی اور ان کی مرمت وغیرہ کی نگرانی کرتی تھیں۔1947ء میں آپ کی شادی پرنس فلپ ماؤنٹ بیٹن سے ہو گئی۔قبل ازیں وہ پرنس آف یونان اور ڈنمارک کے نام سے معروف تھے۔پرنس فلپ ملکہ الزبتھ کے رشتہ میں تھرڈ کزن تھے۔1948ء میں آپ کے ہاں پرنس چارلز پیدا ہوئے۔آپ ملکہ تو 1952ء میں بن گئی تھیں لیکن آپ کی رسم تاج پوشی 1953ء میں ہوئی اور یہ پہلا موقع تھا کہ شاہی خاندان کی ایک تقریب کو لوگوں نے ٹیلی ویژن پر دیکھا۔

ملکہ الزبتھ کے دورِ حکومت سے قبل ہی 1947ء میں انڈیا، پاکستان اور برما کی آزادی کے ساتھ موجودہ دولت مشترکہ کی ابتدا ہوئی اور پھر اگلی دو دہائیوں میں بہت سارے وہ ممالک جو سلطنت برطانیہ کا حصہ تھے آزاد ہو کر دولت مشترکہ میں شامل ہو گئے اور سب نے ملکہ کو دولت مشترکہ کے سربراہ کی حیثیت سے تسلیم کیا۔اس وقت دولت مشترکہ کے ممبر ممالک کی تعداد 54 ہے جن میں وہ پانچ ممالک بھی شامل ہیں جنہوں نے 1931ء میں برٹش کامن ویلتھ کی بنیاد رکھی تھی یعنی برطانیہ، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، کینیڈا اور آئیرلینڈ۔اس کے علاوہ 15 چھوٹے چھوٹے ایسے ممالک ہیں جو آزاد تو ہیں لیکن ملکہ الزبتھ ان کی سربراہ مملکت ہیں اور ان ممالک کی حکومتیں ملکہ کی نمائندگی میں مقامی گورنر جنرل مقرر کرتی ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ ملکہ برطانیہ دنیا کی مشہور ترین خاتون ہیں۔برطانیہ کے فرمانرواؤں میں سے ملکہ نے سب سے زیادہ سفر کیا ہے اور عمر کے لحاظ سے بھی ان کو سب پر برتری حاصل ہے۔برطانیہ کی تاریخ میں ان سے قبل صرف ملکہ وکٹوریہ تھیں جن کی ڈائمنڈ جوبلی 1897ء میں منائی گئی تھی اور اس موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کی خدمت میں ایک تہنیتی پیغام بھجوایا تھا جو تحفہ قیصریہ کے نام سے معروف ہے۔ملکہ الزبتھ کی جوبلی کے موقع پر اب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ملکہ الزبتھ کو تحفہ قیصریہ کے ساتھ ایک خصوصی پیغام مبارکباد بھجوایا۔آپ 6 فروری 1952ء کو تخت نشین ہوئی تھیں اور اس طرح 6 فروری 2012ء کو آپ کے دورِ حکومت کے 60 سال پورے ہوئے اور اس دن سے جوبلی کے جشن کا آغاز ہو گیا۔گذشتہ 60 سال میں دنیا کو بے شمار مشکلات اور مصائب کا سامنا کرنا پڑا لیکن برطانیہ کی ملکہ نے یہ سب کچھ خندہ پیشانی سے برداشت کیا اور اپنی بے لوث شخصیت اور عزم وحوصلہ کے ساتھ ملک کے اتحاد اور اس کی عظمت کو قائم رکھا۔اس عرصہ میں برطانیہ دنیا کی سب سے بڑی سلطنت ہونے کے بعد آہستہ آہستہ رنگارنگ نسل کے لوگوں اور کثیر التعداد معاشروں اور زبانوں کا ملک بن گیا۔یہ ایک بہت بڑی تبدیلی ہے لیکن ملکہ کی فراست اور عظمت سے اس انقلاب کا لوگوں کو احساس بھی نہیں ہوا۔

الزبتھ ابھی ایک سال کی بھی نہیں ہوئی تھی کہ ان کے والد جو اس وقت ڈیوک آف یارک تھے اور والدہ کو چھ ماہ کیلئے ڈیوٹی پر آسٹریلیا جانا پڑ گیا اور ننھی الزبتھ اپنے دادا کنگ جارج پنجم اور دادی کی کفالت میں رہ گئیں اور انہوں نے بہت لاڈ پیار سے ان کی پرورش کی۔

جولائی 1947ء میں الزبتھ کی پرنس فلپ کے ساتھ منگنی ہو گئی اور اسی سال 20 نومبر کو ان کی شادی ہو گئی۔نومبر 1948ء میں ان کا پہلا بیٹا چارلز پیدا ہوا۔اس خبر نے دھوم دھام مچا دی اور لوگوں نے ٹرافلگر سکیر میں لگے ہوئے فوارے کو نیلے رنگ سے سجا کر خوشی کا اظہار کیا۔اس کے بعد ان کے ہاں بیٹی اگست 1950ء میں پیدا ہوئی جس کا نام عین رکھا گیا۔

ملکہ الزبتھ ثانی کی رسم تاج پوشی ویسٹ منسٹر میں 2 جون 1953ء کو ہوئی۔ ملکہ نے شروع سے ہی دولت مشترکہ کے ممالک سے خاص لگاؤ کا اظہار کیا۔تاجپوشی کے جلسہ کے بعد ہی ملکہ نے دولت مشترکہ کے بعض ممالک کا دورہ کیا۔فروری 1960ء میں ان کے ہاں دوسرا بیٹا انڈریو پیدا ہوا اور پھر 1964ء میں ان کے ہاں تیسرا بیٹا پیدا ہوا جس کا نام ایڈورڈ رکھا گیا اور یہ ان کا چوتھا اور آخری بچہ تھا۔

جولائی 1969ء میں شہزادہ چالرز 20 سال کے تھے تو ان کو باقاعدہ پرنس آف ویلز کا اعزاز دیا گیا اور یہ ملکہ کے تاج کے وارث کی حیثیت سے مصدق ہوئے۔نومبر 1973ء میں ملکہ الزبتھ کی 23 سالہ بیٹی عین کی مارک فلپس سے ویسٹ منسٹر ایبے میں شادی ہوئی۔کہا جاتا ہے کہ دنیا کے پانچ کروڑ لوگوں نے اس تقریب کو ٹیلیویژن پر دیکھا۔1977ء میں ملکہ کا پہلا نواسہ پیٹر فلپس پیدا ہوا اور پھر 1981ء میں پہلی نواسی زارا (ZARA) پیدا ہوئی۔

1977ء میں ملکہ کی سلور جوبلی منائی گئی۔7 جون کو قریباً دس لاکھ لوگ لندن کی سڑکوں پر ملکہ کو خراج تحسین پیش کرنے کیلئے جمع ہو گئے اور اس تقریب کیلئے سینٹ پال کیتھیڈرل میں خاص سروس کا اہتمام کیا گیا۔اس دن بارش بھی خوب ہوئی لیکن لوگ سڑکوں کے پاس خیمے لگا کر اپنی ملکہ کے دیدار کیلئے رات سے ہی جمع ہونے لگے تھے۔اس دن اپنے خطاب میں ملکہ نے کہا:”جب میں 21 سال کی تھی تو میں نے یہ عہد کیا تھا کہ میں اپنی ساری زندگی قوم کی خدمت میں گزاروں گی اور میں نے دعا کی تھی کہ خدا مجھے ایسا کرنے کی توفیق دے۔وہ عہد میں نے اس زمانہ میں کیا تھا جب مجھے اس عہد کے تقاضوں کی اتنی سمجھ نہیں تھی۔لیکن آج میں اس عہد پر قطعاً نادم نہیں ہوں۔بلکہ اس کے ہر حرف پر اسی طرح قائم ہوں۔“

جولائی 1981ء میں دنیا نے ایک دفعہ پھر پریوں کی داستان زندہ ہوتے ہوئے دیکھی۔اور وہ ملکہ کے بڑے بیٹے پرنس چارلس کی ڈائینا سپینسر سے شادی تھی۔اس شادی کو دیکھنے کیلئے قریباً 60 لاکھ لوگ لندن کی سڑکوں پر جمع ہو گئے۔اس شادی کی رسوم سینٹ پال کیتھیڈرل میں ادا کی گئیں۔علاوہ ازیں تقریباً 75 لاکھ لوگوں نے دنیا میں اس تقریب کو ٹیلیویژن پر دیکھا۔

1980 کی دہائی ملکہ کے شاہی خاندان کیلئے کئی تاریخی نوعیت کے واقعات کی حامل تھی۔اکتوبر 1980ء میں پوپ نے ملکہ کو ویٹیکن مدعو کیا اور تاریخ میں یہ پہلا موقعہ تھا کہ پوپ کی دعوت پر کوئی برٹش فرمانروا ویٹیکن کے رسمی دورہ پر گیا ہو۔اس دورے کے نتیجہ میں توقع تھی کہ رومن کیتھولک چرچ اور چرچ آف انگلینڈ میں تعلقات کی بہتری ہو گی اور یہ تعلقات دونوں چرچوں کے اتحاد کیلئے بہتر ثابت ہوں گے۔اس کے دو سال بعد 1982ء میں ملکہ نے پوپ کو برطانیہ آنے کی دعوت دی اور جان پال ثانی بکنگھم پیلس تشریف لائے اس طرح وہ پہلے پوپ بنے جن کو 450 سال کے بعد یہ اعزاز نصیب ہوا۔

1992ء کا سال ملکہ کیلئے آزمائشوں کا سال تھا شاید اس کے دور حکومت کا مشکل ترین سال۔

اس سال شاہی خاندان کی تین شادیاں ٹوٹ گئیں۔پرنس چارلز اور شہزادی ڈائینا کی علیحدگی ہو گئی۔اس طرح پرنس چارلز کے چھوٹے بھائی اینڈریو (ڈیوک آف یارک) کی بھی طلاق ہو گئی اور پھر شہزادی عین اور کیپٹن مارک فلپ بھی علیحدہ ہو گئے۔اس سال نومبر میں ملکہ کی پسندیدہ رہائش گاہ ونڈسر کاسل میں زبردست آگ لگ گئی اور بہت سارے تاریخی نوادرات اس آگ کی نظر ہو گئے۔دو صد سے زائد آتش کش اس آگ کو بجھانے میں دن رات لگے رہے اور آگ بجھا سکے۔

1992ء کی آزمائشوں اور مشکلات کا ملکہ کی طبیعت پر کافی اثر تھا۔نومبر میں اپنے ایک خطاب میں اس کا اظہار کرتے ہوئے ملکہ نے کہا:”1992ء کا سال ایسا نہیں جسے میں خوشی کے ساتھ یاد کروں گی۔میرے ایک بہت ہمدرد مراسلہ نگار کے الفاظ میں یہ سال دہشت زدہ Annus Horibilis ثابت ہوا ہے۔“

ملکہ کیلئے مشکل ترین وقت ڈائینا پرنسس آف ویلز کی موت تھی جو اگست 1997ء میں واقع ہوئی۔یہ انگلستان کیلئے ناقابل برداشت سانحہ تھا۔وہ بہت مقبول تھیں اور عوام کی شہزادی کہلاتی تھیں۔لاکھوں لوگ ان کے سوگ میں شریک ہوئے لیکن شاہی خاندان نے ڈائنا کا رسمی سوگ نہیں منایا۔نہ پرچم نگوں ہوا اور نہ کوئی سرکاری سوگ بلکہ ملکہ اپنے دونوں پوتوں کے ساتھ وقت گزارنے بالمورل چلی گئیں۔یہ رویہ اخبارات میں شاہی خاندان کی تنقید کا باعث بنا۔لیکن ڈائنا کی تدفین کے دن ملکہ اور پرنس فلپ بکنگھم پیلس آ گئے اور پبلک میں گھل مل کر ان کے جذبات کو تحسین پیش کرتے رہے اور لوگ جو کارڈ لے کر آئے تھے اور پھولوں کے ڈھیر جو جمع ہو گئے تھے ان کی قدر دانی کا اظہار کرتے رہے۔بعدہٗ ملکہ نے ٹیلیویژن پر ڈائنا کو دلگداز الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا۔ملکہ نے کہا کہ دنیا ایک غیر معمولی صلاحیتوں کی حامل شخصیت سے محروم ہو گئی ہے جو دوسروں کیلئے ہمدردی اور گرم جوشی کے جذبات رکھتی تھی۔اس مختصر سے پانچ منٹ کے خطاب کے آخر میں ملکہ نے کہا:”اس وقت جو میں کہہ رہی ہوں بطور آپ کی ملکہ کے اور دادی کے میں اپنے دل کی گہرائیوں سے کہہ رہی ہوں۔میں ڈائنا کی بہت قدر کرتی تھی اور احترام بھی۔“

پھر اچھے وقت بھی آئے اور سال 2000 میں ملکہ کی والدہ نے زندگی کے سو سال پورے کر لئے۔یہ شاہی خاندان کی پہلی فرد تھیں جس نے سو سال کی عمر پائی۔

سال 2002ء میں ملکہ کے دور حکومت کے

پچاس سال پورے ہونے پر گولڈن جوبلی جشن منایا گیا۔ اس خوشی میں ملکہ نے بہت سارے ممالک کا دورہ بھی کیا۔ اپریل 2005ء میں پرنس چارلس اور کیمیلا پارکر بولز کی بالآخر شادی ہوگئی۔ مختصر سی پرائیویٹ تقریب تھی جو ونڈسر کاسل میں منعقد ہوئی۔ صرف آٹھ سو مہمان تھے جن میں اکثریت شاہی خاندان کے افراد کی تھی اور کچھ پرنس چارلس کے عزیز و رفیق تھے۔

دسمبر 2007ء میں ملکہ نے ملک کا سب سے عمر رسیدہ حکمران ہونے کا ریکارڈ قائم کیا۔ اس سے قبل ملکہ وکٹوریا نے 81 سال اور 243 دن عمر کا ریکارڈ قائم کیا۔ لیکن ملکہ 86 سال کی ہوگئی ہیں۔

یہ تو ملکہ کے ساٹھ سالہ دور کی چند جھلکیاں تھیں۔

یہ عرصہ ملکہ نے پروقار عظمت کے ساتھ اپنے ملک اور دولت مشترکہ کے ممالک اور انسانیت کی بے لوث خدمت میں گزارا۔ اور ساری دنیا نے جوش وولولہ کے ساتھ ملکہ کی ڈائمنڈ جوبلی کا جشن منایا۔ دور دراز ممالک کے سربراہ لندن جوبلی کی تقاریب میں شمولیت کیلئے آئے۔ یہ تقاریب لندن میں 3 تا 5 جون کو منعقد ہوئیں۔ ان تقاریب میں مجھے بھی اپنے میاں ڈاکٹر افتخار ایاز صاحب کے ساتھ شمولیت کا موقع ملا۔ وہ طوالو جزائر کے کانسل جنرل کی حیثیت سے ان تقاریب میں مدعو تھے۔ جوبلی کی تقاریب کا آغاز تو فروری سے ہی ہو گیا تھا۔ ان تقاریب کے پروگرام میں ایک نہایت قابل قدر پروگرام شجرکاری کا تھا۔ اس کے تحت ملک میں ساٹھ لاکھ درخت لگائے گئے۔ اس کیلئے مختلف اداروں نے خاص زمین حاصل کر کے لوگوں کو اپنے نام سے درخت لگانے کی تحریک کی اور یہ بہت مقبول ہوئی۔ فروری سے ہی ملکہ نے مختلف شہروں کے دورے شروع کردیے۔ اور لوگوں نے اپنی ملکہ کا پُرتپاک خیر مقدم کیا اور مبارکباد پیش کی اور خراج تحسین کے ساتھ دعائیں دیں۔ 3 جون کو ملکہ نے لندن میں ڈائمنڈ جوبلی شمع روشن کی اور اس کے ساتھ دولت مشترکہ کے سارے ممالک میں جوبلی شمعیں روشن کی گئیں۔ مختلف تنظیموں اور اداروں اور عوام نے اپنے اپنے علاقوں میں پارٹیز کا اہتمام کیا جس میں بچوں کو تحائف اور غبارے اور چاکلیٹ دیے گئے۔ ہماری جماعت نے بھی اس غرض کیلئے تقاریب منعقد کیں جن میں ملکہ کو خراج تحسین پیش کیا گیا اور دعائیں دی گئیں۔ ملکہ کی طرف سے 4 جون بروز سوموار خصوصی دعوت میں ہم بھی شامل ہوئے۔ اس دن سکیورٹی کے سخت انتظام تھے۔ مہمان اپنی گاڑی میں ایک حد تک جاسکتے تھے۔ اور وہاں سے محل تک جانے کیلئے کوچز کا انتظام تھا۔ محل میں جگہ جگہ دربان اپنی خوبصورت وردیوں میں مہمانوں کو خوش آمدید کہنے کیلئے کھڑے تھے۔ مہمانوں کیلئے بکنگھم پیلس کے سب سے بڑے ضیافت حال میں استقبالیہ کا انتظام تھا۔ ہال میں دنیا بھر سے آئے ہوئے مہمانوں کا ہجوم تھا۔ ان میں بہت سے ممالک کے سربراہ تھے، جاتے ہی ہماری ملاقات سری لنکا کے صدر اور ان کی بیگم سے ہوئی، پھر برموڈا کی گورنر سے، پھر انگولا کے وزیر اعظم سے، پھر کامن ویلتھ کے سیکرٹری جنرل سے اور ان کی بیگم سے۔ مہمانوں کا خیر مقدم کرنے کیلئے شاہی خاندان کے قریباً سارے افراد یکے بعد دیگرے ہال میں آئے۔ سب سے ہماری ملاقات ہوئی۔ اور پھر پرنس چارلس اور ان کی بیگم کیمیلا سے ہوئی۔ وہ باتیں کرتے رہے۔ کیمیلا میرے پردے سے بہت متاثر ہوئیں اور مجھے گلے لگایا۔ پھر پرنس اینڈریو اور ایڈورڈ سے ملے۔ پرنس ولیم اور ان کی بیگم کیٹ بھی موجود تھیں۔ میں نے دیکھا کہ پردے کی وجہ سے لوگ میرا بہت احترام کرتے تھے۔ پھر ہماری ملاقاتیں برطانیہ کے سیاست دانوں سے ہوئیں۔ پہلے ایڈ ملی بینڈ جو لیبر پارٹی اور حزب اختلاف کے لیڈر ہیں، سے ملے۔ میرے میاں ان کا تعارف سربراہان ممالک سے کراتے رہے۔ پھر وزیر اعظم ڈیوڈ کیمرون سے ملاقات ہوئی۔ پھر نک کلیگ جو لیبر ڈیموکریٹک پارٹی کے لیڈر ہیں اور آج کل ڈپٹی وزیر اعظم ہیں۔ علاوہ ازیں برطانیہ کے کئی وزراء اور معززین سے ملاقاتیں ہوئیں۔ اس استقبالیہ کے بعد محل کے باہر سڑکیں بند کر کے ایک وسیع احاطہ بنایا گیا تھا جسے خوب خوب سجایا گیا تھا۔ اور اس میں دور دور تک سٹیڈیم کی شکل میں نشستوں کا انتظام تھا اور ہر طرف لوگوں کا جم غفیر تھا۔ ہماری نشستیں شاہی خاندان کے سٹیج کے ساتھ تھیں۔ قریب ہی پرنس ولیم اور کیٹ تھے۔ دو تین نشستیں چھوڑ کر ایڈ ملی بینڈ تھے۔ یہاں ہماری تواضع کیلئے بہت عمدہ پک نک بکس دیے گئے تھے۔ جن میں کھانے پینے کیلئے طرح طرح کی چیزیں تھیں۔ موسم بھی اچھا تھا۔ ہلکے پھلکے بادل تھے۔ کچھ دیر میں پروگرام شروع ہوا۔ جس میں دنیا کے بہترین نغمہ خواہوں نے اپنے نغمات پیش کئے۔ لیکن سب سے خوبصورت اور بہترین پروگرام آتش بازی کا تھا جس سے ہم بھی محظوظ ہوئے۔ یہ پروگرام رات دس بجے تک جاری رہا اور پھر کوچز ہمیں واپس اپنی کاروں تک لے آئیں۔

یہ تجربہ میرے لئے ناقابل فراموش تھا۔ اس لحاظ سے بھی کہ پردہ ہماری عزت اور وقار کا ضامن ہے۔

ملکہ برطانیہ دنیا کی طاقتور خواتین میں چھٹے نمبر پر ہیں۔ اوّل جرمن کی چانسلر انجیلا مرکل ہیں دوم ہلیری کلنٹن ہیں۔ اور سوم برازیل کی صدر ڈلما روزف ہیں۔ لیکن برطانیہ کی ملکہ ایک بہت سادہ اور سادگی پسند خاتون ہیں۔ آیئے ان کی زندگی کے معمول پر بھی ایک طائرانہ نظر ہوجائے۔

ملکہ خاموش زندگی بسر کرتی ہیں اور عوام میں تشہیر کی قطعاً خواہاں نہیں ہیں نہ ہی تصویر کشی کا شوق ہے۔ لیکن اس کے باوجود بہت مقبول ہیں۔ اور ہر جگہ اور ہر طبقہ میں ان کی موجودگی کا احساس رہتا ہے۔

ایک رائے شماری کے نتیجہ میں برطانیہ کے ستر فیصد لوگ شاہی حکمرانی کے حق میں ہیں۔ بیس فیصد لوگ خلاف ہیں اور دس فیصد لوگ اس بارہ میں کوئی رائے نہیں رکھتے۔ ملکہ نے وقت کے ساتھ ساتھ اپنے آپ کو اور شاہی خاندان کو بدستور بدلا ہے۔ ملکہ کا اکثر وقت ملک کے اندر اور باہر دوروں میں گزرتا ہے۔ اور وہ بہت سی تقاریب میں شامل ہوتی ہیں۔ سال 2010ء میں ملکہ کی مصروفیات کی تعداد 444 تھی۔ باہر کی مصروفیات کے علاوہ سال میں دو مرتبہ ملکہ محل میں کسی خاص موضوع پر کانفرنس کا اہتمام کرتی ہیں جس میں دنیا کے ماہرین کو شامل ہونے کی دعوت دی جاتی ہے۔ اور وہ اپنے ریسرچ کا ماحصل پیش کرتے ہیں۔ اس طرح ملکہ دنیا میں علم وعرفان کی ترقی سے باخبر رہتی ہیں۔ اسی طرح پیلس کے اپنے انٹرنیٹ کے ویب سائٹ ہیں جن کے ذریعہ نوجوان نسل کے ساتھ رابطہ قائم رہتا ہے اور نوجوانوں میں بادشاہی نظام کی اہمیت اور عظمت فروغ پاتی ہے۔

ملکہ کی مختلف رہائش گاہیں ہیں اور سالہا سال سے ملکہ کا ان رہائش گاہوں میں قیام کا ایک معمول ہے۔ شروع سال میں ملکہ سینڈرنگھم میں قیام کرتی ہیں جہاں سارا شاہی خاندان کرسمس اور نئے سال کیلئے اکٹھا ہوتا ہے۔ یہاں بے تکلفی کا ماحول ہوتا ہے۔ پرنس فلپ اور شاہی خاندان کے دوسرے افراد جو شکار کے شوقین ہیں اپنا شوق پورا کر لیتے ہیں۔ سینڈرنگھم کوئی بہت بڑا محل نہیں لیکن ایک تاریخی شاہی رہائش گاہ ہے جہاں 1862ء سے شاہی خاندان کا آنا جانا ہے۔ پہلی مرتبہ جب ملکہ وہاں گئیں تو ان کی عمر صرف آٹھ ماہ تھی اور اس کے بعد سے قریباً ہر سال وہاں جانا ہوتا رہتا ہے۔ اس علاقہ میں بڑے بڑے پھلوں کے فارم ہیں جن میں سے بعض ملکہ کے اپنے ہیں اور بعض ٹھیکہ پر دیے جاتے ہیں۔ ساتھ ایک چھ سو ایکڑ کا پارک ہے۔ اس میں پرندوں اور جانوروں کی دیکھ بھال اور افزائش کا انتظام ہے۔ یہاں ملکہ فروری کے شروع تک قیام کرتی ہیں اور پھر بکنگھم واپس آکر ایسٹر تک وہاں رہتی ہیں۔ اور پھر ملکہ اپنی محبوب رہائش گاہ ونڈسر کاسل تشریف لے جاتی ہیں۔ بکنگھم قیام کے دوران بھی ملکہ ویک اینڈ ونڈسر میں گزارتی ہیں۔ ونڈسر دنیا کا سب سے بڑا ایسا محل ہے جو رہائش کیلئے استعمال ہوتا ہے اور ویسے بھی سب سے زیادہ خوبصورت اور شاندار ہے۔ یہ قریباً 900 سال پرانا ہے۔ 1992ء میں اس میں آگ لگ گئی تھی جس سے کافی نقصان ہوا تھا لیکن مرمتوں کے بعد اب اس کی اصل حالت لوٹ آئی ہے۔ ہر سال جون میں جب رائل اسکاٹ کے گھوڑ دوڑ کے عالمی مقابلے ہوتے ہیں تو ملکہ ونڈسر کاسل میں بہت بڑے پیمانہ پر دعوت کرتی ہیں جس میں دنیا بھر سے گھوڑ دوڑ کے شائقین شامل ہوتے ہیں۔ ملکہ خود گھوڑ دوڑ کی بے حد شوقین ہیں۔ ملکہ کا لباس ہمیشہ بہت سادہ لیکن موسم اور موقع کے لحاظ سے بے حد مناسب ہوتا ہے۔ رنگین لباسوں کو زیادہ پسند کرتی ہیں۔ ملکہ کے لباس ڈیزائن کرنے کیلئے ان کا اپنا ڈیزائنر ہوتا ہے۔ آج کل جو ڈیزائنر ہیں ان کا نام ٹوارٹ پ ۲ روین ہے جنہوں نے سکاٹ لینڈ کے ایڈنبرا کالج آف آرٹ سے ٹریننگ حاصل کی ہے۔ ان کے ساتھ ایک انجیلا کیلی بھی ہیں جو ملکہ کے وارڈ روب کی منتظم ہیں اور لباس کے انتخاب میں ملکہ کی مشیر بھی ہیں۔

جون کے آخر میں ملکہ سکاٹ لینڈ تشریف لے جاتی ہیں اور وہاں ایڈنبرا میں ہالی ووڈ ہاؤس میں قیام ہوتا ہے۔ یہ پرانا محل ہے جس میں سکاٹ لینڈ کی ملکہ میری 1567-1561 تک رہائش پزیر تھیں۔ پھر ملکہ بکنگھم پیلس آجاتی ہیں اور اگست کے شروع تک یہاں قیام رہتا ہے۔ اس کے بعد ملکہ اور پرنس فلپ دوبارہ سکاٹ لینڈ بالمورل کاسل میں قیام کیلئے چلے جاتے ہیں۔ یہ محل پرنس البرٹ نے ملکہ وکٹوریہ کیلئے 1852ء میں خریدا تھا۔ اس کے ساتھ پچاس ہزار ایکڑ کھلی زمین ہے۔ یہ بہت ہی خوبصورت نظاروں والی جگہ ہے۔ سال میں ایک دفعہ ملکہ یہاں وزیر اعظم اور ان کی بیگم کو ویک اینڈ گزارنے کیلئے مدعو کرتی ہیں۔ اگست میں موسم بھی اچھا ہوتا ہے اور یہاں پکنکس اور باربے کیو کی خوب رونقیں لگتی ہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ ان دعوتوں کے بعد ملکہ خود اپنے ہاتھوں سے برتن صاف کرنے اور صفائی کرنے پر اصرار کرتی ہیں اور مہمانوں کو بالکل یہ کام نہیں کرنے دیتیں۔ یہ ملکہ کی سادگی اور انکساری کی ایک جھلک ہے۔

ان سب ذمہ داریوں اور مصروفیات کے ساتھ ملکہ ایک بیوی بھی ہیں۔ ایک ماں، ایک دادی اور نانی بھی ہیں۔ کچھ قریبی دوست بھی ہیں۔ پرنس فلپ کے ساتھ ان کی شادی ان کیلئے ایک چٹان کی طرح مظبوط سہارا ثابت ہوئی۔ تیرہ سال کی عمر میں ہی ملکہ کے دل میں ان کیلئے جذبات پیدا ہوگئے تھے اور 21 برس کی عمر میں ان سے شادی ہوگئی۔ وہ اپنے خاوند کا بہت احترام کرتی ہیں اور گھریلو معاملات کے بارے میں آپس میں مشورے بھی ہوتے ہیں اور اختلافات بھی۔ بحیثیت ماں ملکہ کو اپنے بچوں کی پریشانیاں بھی دیکھنی پڑیں۔ تین بچوں کی طلاقیں ہوئیں اور پھر دو نے دوبارہ شادیاں کیں۔ ملکہ کے چار بچے ہیں۔ تین بیٹے اور ایک بیٹی۔ ان حالات کی وجہ سے بچوں کے بارہ میں پریس میں بھی تکلیف دہ خبریں آتی رہیں لیکن ملکہ نے نہایت صبر وعزم اور حوصلے کے ساتھ خاموشی سے سب کچھ برداشت کیا۔ خاص طور پر چارلز کی وجہ سے بہت پریشانی اٹھانی پڑی۔ لیکن اب چارلس کے حالات بھی نارمل ہوگئے ہیں۔ ملکہ کے آٹھ پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں ہیں۔ سب اپنی نانی دادی سے پیار کا اظہار کرتے ہیں لیکن ان کے دلوں میں ملکہ کے منصب کی عزت واحترام بھی ہے۔

اب برطانیہ کے شاہی خاندان میں ایک سکون اور اطمینان کا ماحول ہے اور اس طرح ملکہ برطانیہ کی ڈائمنڈ جوبلی ایک عظیم بے شمار خوبیوں سے مرصع شخصیت کا جشن تھا جس کی تاریخ ساز زندگی برطانیہ، کامن ویلتھ اور ساری دنیا اور انسانیت کیلئے باعث افتخار ہے۔ ❀❀❀

قاب۔قوسین

(منوراحمد خالد۔جرمنی)

سورۃ فاتحہ جواُم الکتاب ہےاورقرآن کریم کے تمام مضامین کا خلاصہ اس میں پایا جاتا ہےاورجب ہم سورۃ فاتحہ کے شروع میں بیان فرمودہ چار صفات کی تفسیر کےایک پہلو کا جائزہ لیتے ہیں تو یوں لگتا ہےاللہ تعالیٰ اپنی کائنات کی ربوبیت کے بعد انسان ، بہتر انسان اور بہترین انسان کے لئے رحمانیت رحمیت اور مالک یوم الدین ہونے کی صفات کے ساتھ جلوہ گر ہونے کے لئے قریب سے قریب تر ہوتا چلا جارہاہے۔اپنی تمام مہربانیوں کے ساتھ نیچے آرہا ہے اور دربار عام اور دربار خاص سجائے ہوئے ہے کہ آؤ اوراپنے ظرف کے مطابق جھولیاں بھرو۔اب ذراان صفات کوالگ الگ دیکھتے ہیں۔

ربّ العٰلمین

چنانچہ اللہ تعالیٰ کے نیچے آنے کی پہلی منزل ربّ العٰلمین کی ہے یعنی وہ رب ہے تمام کائنات کا اوراسکے اند پائی جانے والی ہر چیز کا، اسکی ربوبیت میں گیلیکسیز Gallexies شامل ہیں کہ وہی ان کے آپس کے فاصلے اوررخ طے کرتا ہے وہی ان کے اندرموجودسورجوں کوگیسز کی شکل میں ایندھن مہیا کرتا ہے۔ان کے اثرات کوکنٹرول کرتا نفع رساں پہلوؤں کواجاگر کرتا ہے۔وہی ہے جودن کورات اور رات کودن میں بدلتا ہے۔وہی ہے جوعدم سے زندگی پیدا کرتا ہے، مارتا اور زندہ کرتا ہے۔وہی ہے جوگرمی، سردی، ہواؤں کے رُخ ، دھوپ اور بارش ، دریا اور پہاڑوں کا رابطہ پیدا کرتا ہے ۔ جمادات، نباتات حیوانات سب پر اسکی ربوبیت حاوی ہے۔وہی ہے جس نے مادے کوخواص عطا کئےجس پرآج سائنس کی بنیاد ہے۔الغرض ہر چیز کا رستہ بھی متعین کردیا ہے ہر چیز کارزق بھی مہیا کردیا ہے۔

الرحمن

اللہ تعالیٰ کا اپنے قرب کی طرف سفر کی دوسری منزل الرحمن کی ہے یعنی وہ اتنا مہربان ہے کہ بغیر مانگے دیتا ہے یہ صفت انسان کے لئےمخصوص کردی کہ تو تمام کائنات کا سربراہ ہے ۔ اشرف المخلوقات ہےاس لئے تیری ہرضرورت کوخصوصی طور پر پورا کیا گیاہے ۔ چنانچہ انسان کوخوراک ، رہن سہن ، لباس ،جسم ،کی بناوٹ اور پھر دماغ اورشعور دے کران تمام چیزوں کے استعمال کے نئے ڈھنگ اورزاویئے ایجاد کرنے کی قوت بھی دے دی گئی اور اسکو محدود خودمختاری بھی دے دی گئی کہ چاہےتو اس کائنات کو امن کا گھوارہ بنادے چاہے تو شیطان کا چیلہ بن کر فسادتباہی وبربادی پھیلادے۔اس کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے چوپائے پیدا کئے کہ ان سے کام لے انکا دودھ پیئے ، گوشت کھائے ، ان کی کھالوں کے لباس بنائے اس طرح پرندے ،سمندری خوراک ، درخت سبزیاں پھل تمام نعمتیں انسان کے لئے مہیا کیں کہ دماغ سے کام لےکران کی بہترنگہداشت بھی کرے اوران سے نئے نئے علوم حاصل کرکے ترقی کرے۔

افزائش نسل کے طریق بھی مقرر کرکے ان پر انسان کوایک حدتک قدرت عطا کی ،ماں کی چھاتیوں میں دودھ پیدا کردیا کہ جب ماں سمجھے میرے بچے کو بھوک لگی ہےتو وہ اس سے اسکی پرورش کرے۔

موسموں کو اس طرح باندھا کہ جب بارش کی محتاجی ہو بارش آجائے جب فصلوں کو پکنے کے لئے گرمی یاسردی کی ضرورت ہووہ آجائے۔الغرض تمام اشیاءانسان کے مانگے بغیرعطا کی گئیں کہ اسے کسی قسم کی محتاجی نہ ہو۔

الرحیم

اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں کی طرف توجہ کی تیسری منزل الرحیم کی ہے کہ وہ اتنا مہربان ہے کہ بغیر مانگےتو دیا ہی ہے مانگنے پراورسچی محنت کرنے پراور زیادہ دیتا ہے ۔ جب کوئی اس کے بتائے ہوئے قوانین کےتحت محنت کرتا ہےتو اس کواسکی محنت کا اجر دیتاہے۔اگروہ دیانتداری سےتجارت کرتا ہےتو اس کا اجر پاتا ہے۔کھیتی باڑی کرتا ہے۔محنت سےنوکری کرتا ہےاوراپنے مالک کاوفادار رہتا ہےتو اس کا اجر پاتا ہے۔سائنسدان ہےتو اسکوعلم کے نئے نئے زینے عطا ہوتے ہیں ۔اس کے ذریعہ نئی راہیں روشن ہوتی ہیں اور وہ اسکی رہنمائی کرتا ہے۔استاد ہے اورمحنت سے پڑھاتا ہےتو شاگردوں کے دلوں میں اس کی تکریم قائم کردیتا ہے۔اورہم عصروں میں عزت عطا کرتا ہے۔الغرض اس نے ضرورت کی ہر چیزاوراس کے حصول کے سامان پیدا کردیئے ہیں بس ذرا محنت اور ہاتھ بڑھانے کی ضرورت ہے ،یہاں تک مہربان ہے کہ جب بچہ انسان کا ہو یا جانور کا بھوک سے بے تاب ہوکر بلکتا ہےاورچیخ مارتا ہےتوماں جسکی چھاتیوں میں صفت رحمان کےتحت دودھ موجود تھاوہ بےتاب ہوجاتی ہےاوربعض اوقات اس قدربےتاب ہوجاتی ہے کہ صفت رحمانیت کےتحت اسکی چھاتیوں سے از خود دودھ بہہ نکلتا ہے۔بالکل اسی طرح جب کوئی بندہ دعائیں کرتے ہوئے بلکتا ہے،گڑگڑاتا ہے،روتا ہے اور چیختا ہےتو اللہ تعالیٰ کی صفت رحمیت جوش میں آجاتی ہےاس ماں سے کئی گنازیادہ رحمیت کےساتھ جسکی چھاتیوں سے ازخود دودھ بہہ نکلا تھا چنانچہ پکار آتی ہے مانگ میرے بندے تجھے دیا جائے گا اب یہ مانگنے والے کا ظرف ہے کہ وہ کیا مانگتا ہے دینے والا رحیم تو ہر چیز دینے کوتیار ہے۔مگر جوقوانین قدرت کے اندرہوں۔

بیان کی گئی صفات ربوبیت ، رحمانیت اور رحیمیت تینوں صفات میں ہرانسان شامل ہے۔خواہ ہندو ہوعیسائی ہومسلمان ہو یہودی اور یا بدھ مت کا پیروکارسب پراسکی ان تین صفات کا اطلاق ہوتا ہے اس لئے امارت،عزت،غربت نعمتوں سے مالا مال یا محروم سب درجہ بدرجہ ان تین صفات کا فیض پا رہے ہیں۔

مالک یوم الدین

یہ منزل یا صفت اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص الخاص بندوں کے لئےمخصوص کررکھی ہے یعنی وہ مالک ہے ہر چیز کا، جزاسزا دینے کا، زیادہ یابےانتہا دینے کا بغیر حساب دینے کا۔

مالک کومکمل اختیارات ہوتے ہیں کہ وہ اپنی ملکیت کا جس طرح چاہے اظہار کرے۔ایک مینجر یا ڈائریکٹر یا وزیراعظم اورصدر کو اختیار نہیں ہوتا کہ وہ قوانین سے تجاوز کرے مگرایک کارخانہ کے مالک کو اختیار ہوتا ہے کہ وہ کسی مزدور کو اسکی مقررہ تنخواہ سے دُگنا تگنا یا کئی گنازیادہ دے دے یاایک مزدورکومینجر مقررکردے کیونکہ وہ مالک ہے کسی کوجوابدہ نہیں۔

اسی طرح جو کائنات کا مالک ہے وہ بھی جسکو چاہے جو چاہے دے دے چنانچہ جب وہ اپنا کوئی نبی بھیجتا ہے وہ جس دین کی تبلیغ کرتا ہے جولوگ اس کے معاون ومددگار ہوجاتے ہیں اس دین کی اشاعت کے لئے اپنی جان ومال اورعزت کوقربان کرنے کے لئے ہروقت تیار رہتے ہیں وہ اپنے مالک کی اس صفت مالکیت سے خصوصی فیض حاصل کرتے ہیں ۔ چنانچہ عبادالرحمن کی ایک نئی فیملی وجودمیں آتی ہے مالک ان سےخوش اوروہ اپنے مالک سےخوش ہوتے ہیں۔

اس کے ساتھ ہی ایک قیامت جاری ہوتی ہے ایک وعدہ کا دن، دین کا دن شروع ہوجاتا ہےعدالت کا دن شروع ہوجاتا ہےاور بزعم خویش اپنے کوباعزت سمجھنے والےمگردین کےمخالف ذلت اورپستی کی طرف جانے شروع ہوجاتے ہیں اوریہ حال ہوجاتا ہے کہ

الٹی ہوگئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوانے کام کیا

دوسری طرف عبادالرحمن جن کو ذلیل سمجھا جاتا تھاعزت پانے لگتے ہیں اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ مالک حاکم کومحکوم اورمحکوم کوحاکم بنادیتا ہے۔مجرموں اور شریروں پرایک قیامت ٹوٹتی ہے اور وہ جورات کو یاسمین کے رنگ کی پوشاکیں پہن کرسوئے تھےصبح ان کو چنار کے درختوں کی طرح ٹنڈمنڈ کردیتی ہے اور عبادالرحمن کیلئے وعدہ کا وہ دن اس دنیا میں بھی اور آخرت کے لئے بھی یوم الدین بن جاتا ہے۔آج بھی ایسا ہورہا ہے اور وہ انقلاب جاری ہوچکا ہے اورکسی دن اچانک وہ دن چڑھ جائے گا۔

لیکن انسان کے تعلق میں یہ ترتیب الٹ ہوجاتی ہے۔’’یعنی اللہ تعالیٰ تواوپر سے نیچے آتا ہے۔ انسان کونیچے سےاوپرجانا ہوگا۔

آیئے ذرااس ترتیب پرغورکرتے ہیں توسب سے پہلے ہمیں **مالک یوم الدین** کے مطابق ڈھلنا ہوگا۔

ہرانسان اپنے دائرے میں بعض چیزوں کا مالک ہےاسکی کچھ جائیداد ہوگی، اسکی اپنی زندگی ہے ،اس کاعلم ہے،اولاد ہےاسی طرح اور بہت سی چیزوں کی خواہ محدودملکیت کا دعویدار ہوگا۔اگروہ اس دین کی خدمت کے لئے اپنی ملکیت خرچ کرے گا یعنی مال دے گا،اولادکووقف کرےگااورانکی تربیت کرے کہ وہ بھی اس دین کی خادم ہو۔اپنا علم ، تجربہ اور وقت قربان کرے تو جواصل مالک ہے وہ اسکوکس طرح محروم کردے گا بلکہ اس کے مال،عزت،شہرت اور اولاد میں برکت دے گا کہ یہ میرا بندہ ہے ۔ بہت لوگوں نے اس راہ پرچلنے کی کوشش کی۔

ارادہ کیااورچل رہے ہیں مگرایک ایسا بھی پہلوان ہوا جوسب سے آگے نکل گیااوراتنا آگے نکل گیا کہ خود مالک نے اس کوحکم دیا کہ اب واشگاف اعلان کردے کہ میری نمازیں ،میری قربانیاں ، میرا جینااورمیرامرناسب اللہ کے لئے ہے۔یہ اس سیڑھی کا پہلا پائیدان ہے جومالک کےنزدیک کرتی ہے۔

الرحیم

جس طرح مالکِ اپنے بندوں کا خیال رکھتا ہےاوردعائیں سنتا ہے،پکارنے پرمددکرتا ہےمحنت کا اجردیتا ہےجس طرح رونے اورچیخنے پرمددکودوڑا آتا ہے۔جب ہرطرف سے مایوس ہوکراسکو یادکرتا ہےتو وہ اندھیروں سےنجات دیتا ہے۔جس طرح ایک ماں اپنے بچے کاعمومی خیال توکرتی ہےمگرجب وہ روتا ہے بلکتا ہے تو اسکی رحمت خصوصی جوش مارتی ہے ۔ اسی طرح خدا کے نزدیک ہونے کے لئے سیڑھی کا دوسرا پائدان رحیم بننا ہے ۔ چاہیئے کہ اپنے بچوں کی ضروریات پوری کی جائیں ، نوکروں ، ماتحتوں ، ہمسایوں میں کوئی بھی ضرورت کا اظہارکرےتو اسکی ضرورت پوری کریں۔

کوئی بھوکا روٹی مانگے کوئی ننگا لباس مانگے کوئی بے گھرچھت مانگے تواپنی استعداد کے مطابق اسکی ضرورت پوری کریں۔

اسی طرح جب بھی جماعت کی طرف سے کوئی مطالبہ ہوا اُسے پورا کرنے کی کوشش کرے۔ مال مانگا جائےتو مال دے، وقت مانگا جائےتو وقت دے، جان مانگی جائےتو جان بھی دے،کوئی اپنے قصورکی معافی مانگےتواس کومعاف کرے،کسی پرظلم نہ کرے بےانصافی نہ کرے،الزام تراشیاں نہ کرے ،بدظنی نہ کرے،جھوٹ نہ بولے،والدین کی خدمت کرے الغرض کوئی وسائل محروم نہ جائے۔اس میدان

میں بھی دیکھیں تو ایک شہسوار نظر آتا ہے اور ثابت کر دیا کہ

محمدؐ ہی نام اور محمدؐ ہی کام
عليك الصلوة عليك السلام

جو مانگنے والوں کو جانوروں کے ریوڑوں سے بھری وادیاں عطا کر دیتا ہے ۔ضرورت کے باوجود اپنی چادر تک دے دیتا ہے۔

الرحمن

اللہ تعالیٰ کے قریب کرنے والی سیڑھی کا تیسرا پائدان الرحمن ہے ۔یعنی بغیر اس کے کہ کوئی مانگے اسکی ضرورت پوری کی جائے۔بیواؤں،یتیموں، مسافروں ،مسکینوں کی خبر گیری کرے ان کے مانگے بغیر انکی مدد کرے۔رفاہی کاموں،ہسپتالوں،اسکولوں تعلیمی اداروں یتیم خانوں میں بڑھ چڑھ کر چندہ دے۔

جو سفید پوش ہیں ضرورت مند ہیں مگر مانگتے نہیں ان کو بھی دے۔الغرض انسانیت کی خدمت کا علم بردار بن جائے ، دکھی انسانیت کے دکھ درد دور کرنے والا ہو۔اس صفت میں بھی فخر انسانیت ایک ہی ذات ہے جو سب سے بازی لے گئی جو عورتوں کو ظلم سے چھڑاتا ہے،یتیموں کو سینے سے لگاتا ہے۔غلاموں کے بچوں کو اپنے نواسوں سے زیادہ پیار کرتا ہے، بچے اپنے ماں باپ کے ساتھ جانے کی بجائے اسکی غلامی میں رہنا پسند کرتے ہیں۔

لیا ظلم کا عفو سے انتقام
عليك الصلوة عليك السلام

رب العلمین

اب اس سیڑھی کا آخری پائیدان شروع ہوتا ہے جو ربوبیت کا پائدان ہے کہ انسانیت سے بھی آگے بڑھ کر تمام کائنات کی ربوبیت ہے ۔ حقوق انسانی کی مکمل ادائیگی کے بعد کائنات کی ہر چیز کی بھلائی آخری مرحلہ ہے جس میں حیوانات جمادات، نباتات سب شامل ہیں ۔ چاہیئے کہ ہر ایک کی بھلائی اور امن کا پہلو تلاش کرے۔نہ جانوروں پر ظلم کرے نہ ہونے دے، نہ اپنے علوم کو انسانیت کی تباہی کے لئے کام میں لائے بلکہ ظالم کا ہاتھ روکے۔نہ اپنی عقل اور فلسفہ کو تخریب پھیلانے کے لئے نہ اپنی جان کو بے قصوروں کو ہلاک کرنے لئے پیش کرے ۔نہ بلاوجہ درختوں اور پودوں کو تباہ کرے نہ ہی کرنے دے۔نہ خدا کی راہ میں بیٹھے لوگوں، راہبوں ، نہ مسجدوں نہ مندروں نہ کلیساؤں اور دیگر عبادت گاہوں کو گرائے نہ گرانے دے۔گویا اسکی سوچ اور عمل سب کچھ بھلائی کی خاطر ہو ہر چیز کے لئے ہمدردی اور ربوبیت کا اظہار ہو رہا ہو۔اس راہ میں بھی اور جو شخص اس وجود کی حقیقت کو جان جائے پھر اس کا دل کبھی نہ چاہے گا کہ ایسے وجود کے کارٹون یا فلمیں بناتا پھرے' لیکن افسوس ہے ان مولویوں پر جو اس وجود کو امن کا شہزادہ کہنے کے بجائے خون ٹپکاتی ہوئی تلوار اور سروں کو اڑانے والا کہنے اور اس پر عمل کرنے کو باعثِ فخر سمجھتے ہیں۔

اللھم صلی علی محمدٍ و علی آله محمدٍ
وبارك وسلم انك حميد مجيد

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد صاحب جاوید (پرائیویٹ سیکرٹری) اطلاع دیتے ہیں کہ سید نا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بتاریخ 3/اپریل 2012ء بروز منگل بمقام مسجد فضل لندن۔بوقت 12:00 بجے دوپہر **مکرم چوہدری مشتاق احمد صاحب کاہلوں (آف آکسفورڈ)** کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

29/مارچ 2012ء کو بعارضہ کینسر 83 سال کی عمر میں وفات پاگئے ۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ 60 کی دہائی میں یوکے آئے۔آکسفورڈ جماعت کے ابتدائی ممبران میں سے تھے اور اس جماعت کے پہلے صدر مقرر ہوئے۔آکسفورڈ کے مشن ہاؤس ''بیت الشکور'' کی خرید میں بھی نمایاں کردار ادا کیا۔ اپنی پیرانہ سالی اور خرابیٔ صحت کے باوجود آخر وقت تک نماز جمعہ باقاعدگی کے ساتھ ادا کرتے رہے ۔ بہت نیک مخلص اور باوفا انسان تھے۔پسماندگان میں تین بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بتاریخ 17/اپریل 2012ء بروز منگل بمقام مسجد فضل لندن میں **مکرم عبد القدوس صاحب (آف مورڈن)** کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

مرحوم 3/اپریل 2012ء کو ہارٹ اٹیک سے 38 سال کی عمر میں وفات پاگئے ۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔آپ گزشتہ آٹھ سال سے یوکے میں اسائلم کیس کے سلسلہ میں مقیم تھے اور مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ کے شعبہ عمومی میں خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔بہت نیک مخلص اور باوفا انسان تھے۔پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ چار بچے یادگار چھوڑے ہیں۔آپ کی فیملی ربوہ میں رہائش پذیر ہے۔

نماز جنازہ غائب:

(1) مکرم سید عبد الباقی رضوی صاحب (ابن مکرم سید عبد المومن رضوی صاحب)

31/مارچ 2012ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے ۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔آپ حضرت نواب سید محمد رضوی صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے تھے۔آپ لمبا عرصہ تک سانس کی تکلیف دہ بیماری میں مبتلا رہے لیکن آخری وقت میں بھی جب ہوش آتا تو اشاروں سے نماز پڑھنے کی کوشش کرتے ۔انتہائی محبت کرنے والے اور ملنسار وجود تھے ۔اپنے تمام رشتہ داروں سے بھی محبت اور احسان کا سلوک کیا کرتے تھے۔مرحوم موصی تھے۔آپ مکرم سید عطاء الواحد رضوی صاحب (مبلغ ماسکو) کے والد تھے۔

(2) مکرم میاں مختار احمد صاحب (معلم وقف جدید ربوہ)

23/جنوری 2012ء کو 70 سال کی عمر میں وفات پاگئے ۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔آپ حضرت میاں جان محمد صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیٹے تھے۔آپ کو کچھ عرصہ ناصر آباد اسٹیٹ میں منشی کی حیثیت سے کام کرنے کا موقعہ ملا۔تبلیغ کا بھرپور جذبہ رکھنے والے نڈر اور فدائی احمدی تھے۔سندھ میں ان کے خلاف تبلیغ کا مقدمہ قائم کیا گیا تو آپ تقریباً 11 دن سانگھڑ جیل میں اسیر راہ مولیٰ بھی رہے۔چندہ جات میں باقاعدہ تھے اور مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔مرحوم موصی تھے۔

(3) مکرم عبد الحمید صاحب (آف گوجرانوالہ)

23/مارچ 2012ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے ۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔1974ء میں آپ کا گھر اور کاروبار لوٹ لیا گیا مگر آپ نے اس موقعہ پر بڑی استقامت اور بہادری کا مظاہرہ کیا۔بہت عاجز، منکسر المزاج، محنتی ،مخلص اور مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے فدائی احمدی تھے۔آپ نے اپنی آنکھیں بطور عطیہ پیش کرنے کی توفیق پائی۔مرحوم موصی تھے۔پسماندگان میں تین بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔آپ مکرم محمد الیاس منیر صاحب (مربی سلسلہ کولون۔جرمنی) کے ماموں تھے۔

(4) مکرم محمد یوسف صاحب (ابن مکرم حکیم سراج الدین صاحب درویش قادیان) فیصل آباد

6/فروری 2012ء کو 86 سال کی عمر میں وفات پاگئے ۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔آپ نے جماعت جنڈ والا میں 10 سال صدر جماعت اور اپنے حلقہ منصور آباد میں لمبا عرصہ سیکرٹری مال کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔نیک دعا گو، مالی قربانی کا جذبہ رکھنے والے، ہمدرد، اور خلافت کے فدائی وجود تھے۔آپ کے ایک بیٹے مکرم عبد الشکور صاحب (قائد مجلس جنڈانوالہ) کو 1987ء میں شہید کر دیا گیا تھا۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے۔انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے۔آمین

مساجد کے آداب و برکات

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:۔

''مساجد ذکر الٰہی کے لئے ہیں لیکن ذکر الٰہی ان تمام باتوں پر مشتمل ہے جو انسان کی ملّی، سیاسی، علمی اور قومی برتری اور ترقی کے لئے ہوں لیکن وہ تمام باتیں جو لڑائی دنگہ فساد یا قانون شکنی سے تعلق رکھتی ہوں خواہ ان کا نام ملّی رکھ لو یا دینی۔ ان کا مساجد میں کرنا ناجائز ہے۔اسی طرح مساجد میں ذاتی امور کے متعلق باتیں کرنا بھی منع ہے کیونکہ اسلام مسجد کو بیت اللہ قرار دیتا اور اسے اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے مخصوص قرار دیتا ہے۔'' (تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 29-28)

مہمان کا دل مثل آئینہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مہمانوں کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ:۔

''میرا ہمیشہ خیال رہتا ہے کہ کسی مہمان کو تکلیف نہ ہو بلکہ اس کے لئے ہمیشہ تاکید کرتا رہتا ہوں کہ جہاں تک ممکن ہو سکے مہمانوں کو آرام دیا جاوے۔مہمان کا دل مثل آئینہ کے نازک ہوتا ہے اور ذرا سی ٹھیس لگنے سے ٹوٹ جاتا ہے'' (ملفوظات جلد پنجم ،صفحہ ۴۰۶)

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز

Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
'الیس اللہ بکافٍ عبدہ' کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

ارشادِ نبوی ﷺ

اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْن

(نماز دین کا ستون ہے)

طالب دعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹوٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 مینگولین کلکتہ 70001
دکان: 2248-5222
2248-16522243-0794
رہائش:: 2237-0471, 2237-8468

وصـــایا : منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر ہذا کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

مسل نمبر::6710 میں شیخ فاروق احمد ولد شیخ آدم صاحب وجوم قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 39 سال پیدائشی احمدی ساکن موسیٰ بنی ڈاکخانہ موسیٰ بنی ضلع ایسٹ سنگھ بھوم صوبہ جھارکھنڈ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 12-04-01 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10 / 1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔میرا گذارہ آمد از تجارت ماہوار -/7000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہّ آمد بشرح چندہ عام 16 / 1 اور ماہوار آمد پر 10 / 1 حصہّ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ:شبیر احمد چاند العبد: شیخ فاروق احمد گواہ: غلام احمد

مسل نمبر:6711 میں پھول سن بیگم زوجہ شیخ فاروق احمد قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 29 سال پیدائشی احمدی ساکن موسیٰ بنی ڈاکخانہ موسیٰ بنی ضلع ایسٹ سنگھ بھوم صوبہ جھارکھنڈ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 12-04-01 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10 / 1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔کان کی ایک جوڑا سونے کی ٹاپس پانچ گرام قیمت -/15000 کان کی ایک جوڑی سونے کی رنگ وزن پانچ گرام قیمت -/15000 دو عدد سونے کی انگوٹھیاں وزن دس گرام قیمت -/30,000 حق مہر بذمہ خاوند -/30,000۔میرا گذارہ آمد از جیب خرچ سالانہ -/6000 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہّ آمد بشرح چندہ عام 16 / 1 اور ماہوار آمد پر 10 / 1 حصہّ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ:شبیر احمد چاند الامۃ: پھول سن بیگم گواہ: شیخ فاروق احمد

مسل نمبر:6712 میں غلام احمد ولد غلام عظیم قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 30 سال پیدائشی احمدی ساکن کرڈاپلی ڈاکخانہ کرڈاپلی ضلع کٹک صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 12-08-01 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10 / 1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔میرا گذارہ آمد از ملازمت ماہوار -/6147 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہّ آمد بشرح چندہ عام 16 / 1 اور ماہوار آمد پر 10 / 1 حصہّ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ:شبیر احمد چاند العبد: غلام احمد گواہ: شیخ فاروق احمد

مسل نمبر6713 : میں رزاق احمد ولد خلیل احمد صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 40 سال پیدائشی احمدی ساکن موسیٰ بنی ڈاکخانہ موسیٰ بنی ضلع ایسٹ سنگھ بھوم صوبہ جھارکھنڈ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 12-8-1 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10 / 1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔میرا گذارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 6299 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہّ آمد بشرح چندہ عام 16 / 1 اور ماہوار آمد پر 10 / 1 حصہّ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ:شبیر احمد چاند العبد: رزاق احمد گواہ: غلام احمد

مسل نمبر:6714 میں محمد زبیر امروہی ولد محمد یوسف صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 29 سال پیدائشی احمدی ساکن امروہہ ڈاکخانہ امروہہ ضلع جے پی نگر صوبہ یوپی بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1/5/12 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10 / 1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔میرا گذارہ آمد از ملازمت ماہوار 5500 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہّ آمد بشرح چندہ عام 16 / 1 اور ماہوار آمد پر 10 / 1 حصہّ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: منور احمد العبد: محمد زبیر امروہی گواہ: حمید اللہ خان

مسل نمبر:6715 میں شریف انصاری ولد لیاقت انصاری قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 28 سال تاریخ بیعت 1983 ساکن گوڑو ڈاکخانہ رانچی ضلع رانچی صوبہ جھارکھنڈ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 01/04/12 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10 / 1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔میرا گذارہ آمد از تجارت ماہوار 2000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہّ آمد بشرح چندہ عام 16 / 1 اور ماہوار آمد پر 10 / 1 حصہّ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ:شبیر احمد چاند العبد: شریف انصاری گواہ: شوکت انصاری

مسل نمبر:6716 میں یوسف انصاری ولد رمضان انصاری قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 31 سال پیدائشی احمدی ساکن ہسری ڈاکخانہ گوڑو ضلع رانچی صوبہ جھارکھنڈ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 01/04/12 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10 / 1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔میرا گذارہ آمد تجارت ماہوار 3000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہّ آمد بشرح چندہ عام 16 / 1 اور ماہوار آمد پر 10 / 1 حصہّ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ:شبیر احمد چاند العبد: یوسف انصاری گواہ: فضل اللہ خان

مسل نمبر:6717 میں شیخ رحمۃ اللہ ولد شیخ رئیس الدین قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 48 سال تاریخ بیعت 1978 ساکن بیل پور ڈاکخانہ سمولیہ ضلع بالاسور صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 01/04/12 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10 / 1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زمین دس ڈسمل قیمت 1,50,000 روپے ہے۔میرا گذارہ آمد از ملازمت ماہوار -/2200 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہّ آمد بشرح چندہ عام 16 / 1 اور ماہوار آمد پر 10 / 1 حصہّ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ:شبیر احمد چاند العبد: شیخ رحمۃ اللہ گواہ: عبدالودود

مسل نمبر:6718 میں انوری بیگم زوجہ شیخ رحمۃ اللہ قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 45 سال تاریخ بیعت 1980 ساکن بیل پور، ڈاکخانہ سمولیہ ضلع بالاسور صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 01.04.12 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10 / 1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ایک عدد ناک کی کیل قیمت 1500 روپے۔حق مہر -/2500 روپے۔میرا گذارہ آمد از خورونوش ماہوار -/4800 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہّ آمد بشرح چندہ عام 16 / 1 اور ماہوار آمد پر 10 / 1 حصہّ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ:شبیر احمد چاند الامۃ: انوری بیگم گواہ: عبدالودود خان

مسل نمبر:6719 میں شیخ ظفر اللہ ولد شیخ رحمۃ اللہ قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 24 سال پیدائشی احمدی ساکن بیل پور ڈاکخانہ سمولیہ ضلع بالاسور صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 01.04.12 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10 / 1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔میرا گذارہ آمد از ملازمت ماہوار 3000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہّ آمد بشرح چندہ عام 16 / 1 اور ماہوار آمد پر 10 / 1 حصہّ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ:شبیر احمد چاند العبد: شیخ ظفر اللہ گواہ: شیخ رحمۃ اللہ

مسل نمبر6720: میں جیوتی پروین بنت شیخ رحمۃ اللہ قوم احمدی مسلمان پیشہ طالبہ علم عمر 19 سال پیدائشی احمدی ساکن بیل پور ڈاکخانہ سمولیہ ضلع بالاسور صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 12-04-01 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10 / 1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔میرا گذارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/300 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہّ آمد بشرح چندہ عام 16 / 1 اور ماہوار آمد پر 10 / 1 حصہّ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ:شبیر احمد چاند الامۃ: جیوتی پروین گواہ: شیخ رحمۃ اللہ

EDITOR
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel. : (0091) 1872-224757
(Mob.): " 9876376441
(Mob.): " 9915379255
badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OFTHE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57
ہفت روزہ بدر قادیان
Weekly BADR Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA
Vol. 61 Thursday 13 Dec 2012 IssueNo : 50

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 500/-
By Air : 45 Pounds or 70 U.S.
$: 50 Euro
: 70 Canadian Dollar

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کے قبول احمدیت کے واقعات پر مشتمل نہایت دلچسپ اور ایمان افروز روایات کا تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 7 دسمبر 2012 بمقام ہمبرگ جرمنی

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ میں نے کچھ عرصہ سے خصوصاً صحابہ حضرت مسیح موعودؑ کی روایات بیان کرنا شروع کی ہیں۔ پہلے تو مجموعی روایات بیان ہوئیں پھر خیال آیا کہ مختلف عناوین کے تحت بیان کروں۔ یہ سلسلہ کئی ماہ سے چل رہا ہے۔ آج بھی میں صحابہ حضرت مسیح موعودؑ کی وہ روایات جو ان کی رویا و کشوف کے بارہ میں ہیں بیان کروں گا جو اصل میں حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت ثابت کرنے کا ذریعہ ہیں۔ انہیں بیان کرنے کا مقصد ہی یہی ہے کہ ہمارے اندر بھی خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا ہوسکے۔ جس کو پیدا کرنے کیلئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لائے تھے۔

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی۔ روایات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ پہلی روایت حضرت سردار کرم داد صاحبؓ کی ہے آپ نے ۱۹۰۲ء میں بیعت کی تھی اور اسی سال حضور کی زیارت کی آپ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت مسیح موعودؑ کو بیعت سے قبل خواب میں دیکھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک سڑک ہے جس پر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت مسیح موعودؑ کو ساتھ لیکر ٹہل رہے ہیں۔ بندہ سامنے سے آرہا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے مخاطب کر کے حضرت مسیح موعودؑ کی طرف اشارہ کر کے فرماتے ہیں "یہ خدا کی طرف سے ہے"۔ آپؐ نے یہ بات تین دفعہ دہرائی۔ آپ کہتے ہیں کہ میں نے جب ۱۹۰۲ء میں حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کی تو حضور کو اسی شکل و صورت میں دیکھا جیسا کہ خواب میں دیکھا تھا۔

حضرت کریم الدین صاحبؓ بیعت ۱۸۹۶ء بیان کرتے ہیں کہ میں نے چودھری نبی بخش صاحب حوالدار پولیس کو جو بیعت شدہ تھے خواب میں دیکھا کہ ان کو الہام ہوتا ہے۔ کہتے ہیں میں نے یہ خواب اپنے ایک دوست محمد علی شاہ صاحب کو سنائی۔ انہوں نے، "کہا کوئی بات نہیں ہے جاؤ سر نہ کھاؤ۔"

جب میں صبح نماز سے واپس آتے ہوئے باہر نکلا تو چودھری نبی بخش صاحب اور محمد علی شاہ صاحب بیٹھے ہوئے تھے اور کچھ کاغذوں کو ترتیب دے رہے تھے۔ میں نے ان کو کہا کہ آپ تو کہتے تھے سر نہ کھاؤ، یہ کیا معاملہ ہے؟ انہوں نے کہا "چونکہ لوگ مذاق کرتے ہیں اس واسطہ الہام کا اظہار نہیں کرتے۔" جب میں نے یہ سنا تو مجھے خیال ہوا کہ جب حضور علیہ السلام کے مریدین کو الہام ہوتے ہیں تو حضورؑ لازماً سچے ہوں گے۔ اس وقت میری عمر ۱۶ سال تھی۔ میری کوئی خاص تعلیم نہ تھی اور نہ ہی میں نے حضور کی کوئی خاص کتاب پڑھی ہوئی تھی۔ میں پیدل قادیان پہنچا اور یہاں آکر چند دن اِدھر اُدھر پھرتا رہا ایک دن میں نے حضرت حکیم فضل دین بھیروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ "میں نے حضور کی بیعت کرنی ہے" حضور نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر بیعت کی اور اس طرح میں حضور کی بیعت میں شامل ہوگیا۔

حضور نے میرا نام ضمیمہ انجام آتھم میں ۳۱۳ صحابہ کی فہرست میں ۶۹ ویں نمبر پر درج فرمایا۔

حضرت میاں اللہ دتہ صاحبؓ، بیعت ۱۹۰۰ء زیارت ۱۹۰۵ء، تحریر کرتے ہیں کہ "میں ماہل پور ضلع ہوشیار پور کا رہنے والا ہوں۔ جس وقت چاند سورج کو گرہن لگا میری عمر ۹۔۱۰ سال کی تھی۔ ۱۸۹۷ء میں ہمارے گاؤں میں مہدی علیہ السلام کا ذکر شروع ہو چکا تھا۔ ۱۹۰۰ کے قریب اس عاجز نے حضور کو خواب میں قادیان میں دیکھا اور خواب میں ہی میری تسلی ہوگئی۔ اگلے دن ایک پیسہ کا کارڈ لیکر میں بیعت کا خط لکھنے بیٹھا۔ گاؤں کے ایک بزرگ نے کہا ابھی ٹھہرو۔ مزید بیعت کنندہ لوگوں کی فہرست تیار ہورہی ہے۔ سب کے نام ایک ساتھ بھجوائے جائیں گے۔ ہمارے گاؤں سے قریباً ۴۰ آدمیوں کی فہرست بنا کر بھیجی گئی۔"

حضرت حافظ ابراہیم صاحبؓ، بیعت ۱۹۰۰ بیان کرتے ہیں کہ "میں نے ۱۸۹۹ء میں بذریعہ خط بیعت کی تھی۔ سید بہاول شاہؓ صاحب مجھے حضور کی کتب پڑھ کر سناتے۔ انہی دنوں میں نے رویا میں دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے ہیں۔ میں نے عرض کی کہ حضور مرزا صاحب کا جو دعویٰ مسیح موعود کا ہے کیا وہ اپنے دعویٰ میں سچے ہیں؟ حضور نے فرمایا، ہاں! سچے ہیں۔ میں نے عرض کی حضور قسم کھا کر بتائیں۔ حضورؐ نے فرمایا: مجھے قسم کھانے کی حاجت نہیں میں امین ہوں۔ اس کے اگلے دن میں نے حضور کے پاس بیعت کا خط لکھ دیا۔"

حضرت منشی برکت علی صاحبؓ بیعت ۱۹۰۱ء زیارت ۱۹۰۱ء، تحریر کرتے ہیں کہ جب مردم شماری ہونے والی تھی تو حضور کی طرف سے اعلان شائع ہوا کہ جو لوگ مجھ پر ایمان رکھتے ہیں مگر ظاہراً بیعت نہ کی ہو وہ اپنے احمدی لکھ سکتے ہیں۔ اسی دوران مجھے خواب میں حضور کی زیارت نصیب ہوئی۔ حضور ایک کمرہ میں تشریف رکھتے تھے اور آپ نے مجھے فرمایا: "برکت علی تم ہماری طرف کب آؤ گے" میں نے عرض کی، "حضور اب آہی جاؤں گا" اس خواب کے چند روز بعد میں نے تحریری بیعت کرلی اور اسی سال جلسہ کے ایام میں حاضر ہوکر دستی بیعت بھی کرلی۔ اُس وقت میں نے حضور کی شبیہ مبارک وہی دیکھی جو خواب میں دیکھی تھی۔"

حضرت شیخ محمد افضل صاحبؓ، بیعت ۱۹۰۵ء فرماتے ہیں۔ "میری عمر بارہ سال کی تھی اور میرے تایا اور تایا زاد بھائی حضور علیہ السلام سے بیعت تھے لیکن میں نے نہ تو حضورؑ کو خود دیکھا تھا اور نہ ہی آپ کا فوٹو دیکھا تھا۔ ایک رات خواب میں دیکھا کہ میرے جسم سے تمام طاقت نکل گئی ہے۔ صرف دماغ اور آنکھوں میں طاقت باقی ہے میرے سامنے ایک بزرگ تشریف لائے میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ حضرت مرزا صاحب ہیں۔ صبح میں نے آپ کی خدمت میں بیعت کی چٹھی لکھ دی۔ جب میں نے ۱۹۰۵ء میں حضور کی دستی بیعت کی تو حضور کو اُسی شکل میں دیکھا جیسا کہ خواب میں تھے۔"

حافظ جمال صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ان کی اہلیہ نے بتایا کہ ۱۹۰۸ء میں میرے دل میں وسوسہ آیا کہ پیر تو اور بھی بہت سے ہیں پھر ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سچا اور دوسروں کو جھوٹا کیوں کہتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ رات میری بیوی نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہاتھ پکڑے ہوئے ہیں اور فرما رہے ہیں: "جس نے میرے مسیح کی بیعت نہ کی وہ کافر ہے۔" حافظ جمال دین صاحبؓ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میری بیوی کی تسلی ہوگئی۔

حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کی طرح ہمارا ایمان و یقین بھی بڑھاتا چلا جائے اور ہم سب پر وہ رنگ چڑھ جائے جس رنگ کو چڑھانے کیلئے حضرت مسیح موعود تشریف لائے تھے۔

حضور انور نے فرمایا کہ دوسری بات پاکستانی احمدیوں کیلئے دعا کی تحریک ہے۔ آج میں خصوصاً اس طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ پاکستان میں احمدیوں کے حالات تنگ سے تنگ تر ہوتے جارہے ہیں۔ جب ارباب حکومت سے کہو تو وہ کہتے ہیں کہ ہماری رپورٹ کے مطابق سب درست ہے۔ اس ڈھٹائی پر صرف انا للہ وانا الیہ راجعون ہی کہہ سکتے ہیں۔ ہم لوگوں کا مرکز تو صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہے۔ ہمارا کام اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنا ہے اور یہی ہمارا فرض ہے۔ اس بارہ میں کسی طرح کی کوتاہی نہیں ہونی چاہیئے۔ گزشتہ دنوں ماڈل ٹاؤن لاہور کے قبرستان میں کچھ لوگ گھس گئے اور وہاں کے چوکیدار کو باندھ کر کمرے میں بند کر دیا۔ اس کے بعد ۱۲۰ قبروں کے کتبے توڑ ڈالے اور قبروں کی بے حرمتی بھی کی۔ اب تو ان شیطانوں کے شر سے احمدی مردے بھی محفوظ نہیں ہیں۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اس میں پولیس کا بھی ہاتھ ہے کیونکہ جلد رپورٹ نہیں لکھنا چاہتے۔ اسی طرح آج ہی کوئٹہ میں ایک احمدی مقصود صاحب کو شہید کر دیا گیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان کے بڑے بھائی کو بھی ایک ماہ قبل شہید کر دیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ جلد تر ان دشمنوں کو کیفر کردار تک پہنچائے۔ ہمارا کام دشمنوں کی ظالمانہ کاروائیوں پر پہلے سے زیادہ خدا تعالیٰ کے حضور جھکنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

کمپوزنگ و ڈیزائننگ: کرشن احمد قادیان